المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد
وتوعية الجاليات بمحافظة الغاط

معنی

لا الہ الا اللہ

ترجمہ

ابو کلیم مقصود الحسن فیضی

سلسلة العلم النافع (٢)

https://maqsoodulhasan.net

نسخة خاصة بالمؤلف

معنی لا الہ الا اللہ

ترجمہ

ابوکلیم مقصود الحسن فیضی

ناشر

مکتب توعیة الجالیات الغاط

سعودی عرب

www.islamidawah.com

كتاب

معنى لا إله إلا اللّٰه

اللغة : الأردوية

ترجمة : مقصود الحسن الفيضي

النّاشر :

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات

في محافظة الغاط. أسس في عام ١٤١٢هـ

رقم الهاتف : ٠١٦٤٤٢١٥٧٦

الفاكس: ٦٦٦# ٠١٦٤٤٢١٥٧٦

الموقع الإلكتروني : www.islamdawah.com

الموقع بالأردوية : www.islamidawah.com

البريد الإلكتروني : islamdawah.com@gmail.com

تويتر : @dawahg

رقم الحساب في مصرف الراجحي

الحساب العام: sa6780000214608010044602

لطباعة الكتب: sa6780000214608010029900

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست کتاب

مضمون	صفحہ نمبر
عرض مترجم	01
مقدمہ از مؤلف	07
لا الہ الا اللہ کا معنی اور مفہوم	08
کلمہ توحید کا ارکان	11
کیا اس کلمے کا زبان سے کہہ دینا کافی ہے	12
کلمہ توحید کا فضائل	13
لا الہ الا اللہ [کے قبولیت] کی شرطیں	23
شرائط **لا الہ الا اللہ** کا تفصیلی بیان	25
اس کلمہ مبارکہ کی نتائج وثمرات	45
اسلام کے منافی اُمور	52

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مترجم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء و خاتم المرسلين نبينا محمد وعلى آله واصحابه اجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد !

حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالی سے عرض کیا کہ اے میرے رب، مجھے کوئی ایسا ذکر بتلائیے جسکے ذریعے تجھے یاد کرتا رہوں اور اسی کے واسطے آپ سے مانگوں، اللہ تعالی نے فرمایا: اے موسی وہ ذکر "**لا الـه الا اللـه**" ہے۔ موسی علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب اس کلمہ کو تو تیرے بہت سارے بندے کہتے ہیں، اللہ تعالی نے فرمایا: اے موسی کہو" **لا اله الا الله**" موسی علیہ السلام نے کہا: "**لااله الا أنت**" اے میرے رب میں کوئی ایسا کلمہ چاہتا ہوں جسکو آپ میرے لئے خاص کر دیں، اللہ تعالی نے فرمایا: اے موسی میری ذات کو علیحدہ کر کے اگر ساتوں آسمان اور اسمیں رہنے والے اور ساتوں زمینوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور " **لا الـه الا اللـه**" کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو "**لا الـه الا اللـه**" ان سب پر بھاری رہے گا۔ [1]

---

[1] عمل الیوم واللیلہ للامام النسائی ۔۸۳۴ و۱۱۴۱ ص۴۸۲ و۶۰۸ ، صحیح ابن حبان: ۲۳۲۴ الموارد، ومستدرک الحاکم ۱: ۵۲۸ بروایت عبداللہ بن عمرو، امام ذہبی "تلخیص المستدرک ۱/ ۵۲۸" میں اور حافظ ابن حجر نے "فتح الباری ۱۱: ۲۰۸ میں" نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

ناظرین! یہ وہی کلمہ مبارکہ ہے جسے ہم کلمہ توحید کہتے ہیں اور یہی وہ کلمہ ہے جسکی صدا مؤذن اپنی اذان واقامت میں بلند کرتا ہے، یہ وہی کلمہ ہے جسکی وجہ سے آسمان وزمین قائم ہیں، ساری مخلوقات کی پیدائش اسی کلمہ کیلئے ہوئی ہے، یہی کلمہ دیکر تمام انبیاء ورسل علیہم الصلاۃ والسلام کو مبعوث فرمایا گیا، یہی کلمہ دے کر تمام کتب آسمانی اور شریعتیں اتاری گئیں، اسی کی خاطر آخرت میں ترازو رکھا جائے گا اور ہر آدمی کا اعمال نامہ مرتب کیا جارہا ہے، اسی کلمہ کو ماننے والوں کیلئے جنت اور نہ ماننے والوں کیلئے جہنم کو بنایا گیا ہے، اسی کلمہ کے ماننے اور نہ ماننے کی بنیاد پر مخلوق دو حصوں میں تقسیم ہوگئی یعنی مومن وکافر، یہی کلمہ خلق وامر اور ثواب وعقاب کا باعث بنا ہے، اسی کلمہ اور اسکے حقوق سے متعلق حشر میں سوال وجواب ہوگا، اور یہی کلمہ ثواب وعقاب کا بنیاد بنے گا، اسی کی خاطر قبلہ کو نصب کیا گیا، ملتِ توحید کی بنیاد یہی کلمہ ہے، اسی کلمہ کی اشاعت کیلئے شمشیر جہاد کو بے نیام کیا گیا، یہی کلمہ وہ حق الٰہی ہے جو تمام مخلوقات پر ہر زمانے میں واجب ہے، چنانچہ یہی کلمہ اسلام ہے، اگلے اور پچھلے تمام لوگوں سے اسی کلمے سے متعلق پہلا سوال ہوگا، حشر کے میدان میں کسی بھی بندے کا قدم اپنی جگہ سے ہل نہیں سکے گا جب تک کہ اس سے دو سوال نہ کر لئے جائیں گے:

۱- ﴿ مَاذَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴾ ''یعنی تم کس کی عبادت کرتے رہے۔''

۲- ﴿ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ ''اور رسولوں کی باتوں کو تم نے کس حد تک قبول کیا۔''

پہلے سوال کا جواب کلمہ ''**لا الٰہ الا اللہ**'' کی پہچان، اسکا اقرار اور اسکے مطابق عمل کے متعلق ہوگا، اور دوسرے سوال کا جواب رسولِ وقت [محمد ﷺ] کی

معرفت، اطاعت اور فرمانبرداری سے متعلق ہوگا۔

یہی کلمہ کفر واسلام کے درمیان فرق کرنے والا ہے، اسی کلمہ کو کلمۂ تقوی کہتے ہیں، یہی کلمہ العروۃ الوثقی [دین کی مضبوط کڑی] ہے، یہی وہ کلمہ ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد میں باقی رکھا تا کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں، یہی وہ کلمہ ہے جسکی شہادت خود اللہ تعالی نے دی ہے، نیز فرشتوں اور مخلوق میں سے اہل علم نے دی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ شهد الله أنه لا إله إلا الله والملائكة وأولوا العلم قائما بالقسط لا إله إلا هو العزيز الحكيم ﴾ آل عمران:۱۸

"اللہ گواہی دیتا ہے کہ کوئی برحق معبود نہیں اسکے علاوہ، فرشتے اور جو اہل علم انصاف پر قائم ہیں وہ بھی گواہی دے رہے ہیں کہ اسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور وہ ذات عزیز وحکیم ہے۔"

اسی کلمہ کو کلمۂ اخلاص کہتے ہیں، یہی کلمہ شہادتِ حق ہے، دعوتِ حق ہے، شرک سے خلاصی ہے، جن وانس کی پیدائش اسی کلمہ کے خاطر ہوئی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون ﴾ الذاریات : ۵۶

"میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے :

﴿ وما أرسلنا من قبلك من رسول الا نوحي اليه أنه لا إله إلا أنا فاعبدون ﴾ الانبیاء:۲۵

"تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اسکی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی

معبود برحق نہیں، پس تم سب میری عبادت کرو۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿ ينزل الملائكة بالروح من أمره على من يشاء من عباده أن انذروا أنه لا إله إلا أنا فاتقون ﴾ النحل:۲

"وہی فرشتوں کو اپنی وحی دیکر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے، کہ تم لوگوں کو آگاہ کردو کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں، پس تم مجھ سے ڈرو۔"

امام سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر "**لا الہ الا اللہ**" کی معرفت سے بڑھکر کوئی اور نعمت نہیں فرمائی اور "**لا الہ الا اللہ**" کا ذکر اہل جنت کیلئے ایسا ہی ہے جیسے اہل دنیا کے لئے ٹھنڈا پانی۔

جس نے اس کلمہ کا اقرار کرلیا اسنے اپنے جان و مال کو محفوظ کرلیا اور جس نے اسکا انکار کیا اسکی جان و مال رائیگاں گئی، صحیح حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: "من قال لا إله إلا الله وكفر بما يعبد من دون الله حرم ماله ودمه وحسابه على الله"[1]

"جس نے "**لا الہ الا اللہ**" کا اقرار کرلیا اور اللہ کے سوا پوجی جانے والی چیزوں کا انکار کردیا تو اس نے اپنی جان و اپنا مال محفوظ کرلیا اور اسکا حساب اللہ پر ہے۔"

یہی وہ کلمہ ہے کہ کفار کو اللہ کی طرف دعوت دیتے وقت سب سے پہلے جسکا اقرار کروایا جائے گا چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے جب معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا: تم ایک ایسی قوم کے پاس جارہے ہو جو اہل کتاب ہے انھیں جس بات کی طرف پہلے بلانا ہے وہ شہادت "**لا اله الا الله محمد رسول الله**" ہے۔[2]

---

[1] صحیح مسلم: ۲۳ الایمان باب: ۷ ، مسند احمد ۳: ۲: ۴۷۲ بروایت طارق بن اشیم۔

[2] صحیح البخاری ۱۳۹۵، ۱۴۹۶ الزکاۃ باب ۱ و ۶۳۔ صحیح مسلم: ۱۹ الایمان باب ۶ بروایت عبداللہ بن عباس۔

دین اسلام میں اس کلمے کے مقام اور اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ بندوں پر سب سے پہلا فرض یہی کلمہ ہے اور سارے اعمال کی قبولیت اور عدم قبولیت کی بنیاد بھی اسی کلمہ پر ہے۔[1]

یہ کلمہ ہے تو اسقدر عظیم ہے، اسکے باوجود عام مسلمان اسکے معنی، تقاضوں اور شرائط وغیرہ سے ناواقف ہیں، عام لوگوں نے تو اسے ایک منتر اور ورد سمجھ کر رٹ لیا ہے اور اصل حقیقت تک بہت ہی کم لوگوں کی رسائی ہے، چنانچہ عام لوگوں کے سامنے مختصر طور پر اس کلمہ کا مفہوم، تقاضوں اور شرائط واضح کرنے کیلئے فضلیۃ الشیخ ابو ابراھیم محمد الحمد حفظہ اللہ کا کتابچہ "**لا الہ الا اللہ**" کو عام فہم اردو زبان میں منتقل کرنے کا پروگرام بنایا اور مؤلف حفظہ اللہ سے اسکی اجازت چاہی تو انھوں نے بڑی فراخدلی اور خوشی سے اسکی اجازت دے دی۔

اس کتاب کا ترجمہ ہم نے بامحاورہ اور آسان انداز میں کیا ہے، البتہ اس مبارک کلمہ کے فضائل میں سے مؤلف کی اجازت سے کچھ اختصار اور ردوبدل سے کام لیا ہے، مصنف حفظہ اللہ نے اپنے کتابچے میں اس کلمۂ مبارکہ کے کل ۸۴ فضائل کا ذکر کیا ہے لیکن ہم نے اختصار کے پیشِ نظر اسمیں سے صرف ۱۲ کا انتخاب کیا ہے اور اسمیں بھی کچھ حذف واضافہ سے کام لیا ہے، نیز بعض جگہ حاشیہ پر توضیحی نوٹ کا بھی اضافہ کیا ہے، بلکہ کتاب میں جہاں کہیں بھی حاشیہ ہے وہ مترجم کے قلم سے ہے۔

امید ہے کہ کلمۂ "**لا الہ الا اللہ**" کی حقیقت تک پہنچنے میں یہ کتابچہ ایک مفید کوشش ثابت ہوگی، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہماری معمولی کوشش کو اپنے فضل وکرم سے

---

[1] ماخوذ از رسالہ ڈاکٹر صالح الفوزان۔

قبولیت سے ہم کنار کرے اور مؤلف مترجم اور ناشر کیلئے آخرت میں اجر وثواب کا ذریعہ بنائے ۔

وصلی الله علی نبینا محمد و بارک وسلم

أبو كليم مقصود الحسن فيضي
جمعية الغاط الخيريه
سعودی عرب

مقدمہ از مؤلف

کلمۂ توحید ''**لا الہ الا اللہ**'' دین کی بنیاد اور اسکا مضبوط قلعہ ہے، سیدھا راستہ اور طریق مستقیم ہے۔ اس کلمہ کا دینِ اسلام میں بڑا اونچا مقام ہے، ارکانِ اسلام میں یہ سب سے پہلا رکن ہے، ایمان کی شاخوں میں سب سے بلند شاخ ہے، ہر عاقل بالغ پر یہ پہلا فریضہ ہے [زندگی کے خاتمے کے قریب] یہ سب سے آخری واجب ہے، اعمال کی قبولیت اسی کلمے کے اقرار اور اسکے مطابق عمل کرنے پر موقوف ہے۔

آئندہ سطور میں اسی کلمۂ مبارکہ سے متعلق درجِ ذیل نکات پر بحث ہوگی۔

۱-''لا الہ الا اللہ'' کا معنی۔

۲-'' لا الہ الا اللہ'' کے ارکان۔

۳-کیا'' لا الہ الا اللہ '' کا صرف زبان سے اقرار کرلینا کافی ہے؟

۴-اس کلمے کے فضائل۔

۵-اسکی قبولیت کی شرطیں۔ [۱]

ہماری اس کوشش میں جو باتیں برحق ہیں وہ صرف اللہ تبارک وتعالی کے فضل کا نتیجہ ہے اور جو باتیں غلط سرزد ہوگئی ہیں وہ شیطان اور برائی پر ابھارنے والے نفس کی وجہ سے ہیں۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

وصلى الله على نبينا محمد وآله وسلم

---

[۱] اور آخر میں اس کلمہ کے بعض فوائد وثمرات جو مترجم کے قلم سے اضافہ ہے۔

"لا الہ الا اللہ" کا معنی اور مفہوم

اس کلمہ کا حقیقی معنی جس سے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے، یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔

اسکے علاوہ بیان کیا گیا کوئی اور معنی ومفہوم صحیح نہ ہوگا، جیسے یہ کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں، یا اللہ کے سوا کوئی تخلیق پر قادر نہیں یا اسکے سوا کوئی موجود نہیں۔ [1]

جسکی متعدد وجہیں ہے:

۱۔کلمہٗ "**الـــہ**" عربی زبان میں فِعال کے وزن پر مفعول کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے "غراس" "مغروس" کے معنی میں "فراش" "مفروش" کے معنی میں ہے اور "کتاب" "مکتوب" کے معنی میں مستعمل ہے، بعینہ اسی طرح الہ "فعال" کے وزن پر مفعول یعنی "مالوہ" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

اور "تألہ" کے معنی عربی زبان میں "تعبد" [عبادت کرنا] اور عبادت کے آتے ہیں چنانچہ مألوہ کے معنی معبود کے ہوئے یعنی جس کی عبادت اور پرستش کی جائے۔

عربی زبان کا ایک مشہور شاعر "رؤبة بن العجاج" کہتا ہے:

لله در الغانيات المده ☆ سبحن واسترجعن من تألهي

اسی مناسبت سے سورج کو بھی "الہۃ" کہا جاتا تھا کیونکہ بعض قومیں اسکی پرستش کیا کرتی تھیں۔

سورج سے متعلق ایک شاعر کہتا ہے:

فبادرنا الالهة ان تئوبا .

---

[1] یہ تمام حقیقتیں اپنی جگہ صحیح ہیں، لیکن اس کلمے کا مفہوم ومدعا ان جملوں سے ثابت نہیں ہوتا جسکی تفصیل آرہی ہے۔

سورج کے ڈوبنے سے پہلے پہلے ہم جلدی سے آگے بڑھ گئے۔

۲- دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار قریش اور زمانۂ جاہلیت کے مشرکین اسکا انکار نہیں کرتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں، یا اللہ کے سوا کوئی ذات تخلیق کائنات پر قادر نہیں ہے، بلکہ خود قرآن گواہی دیتا ہے کہ کفار ان سب باتوں کو مانتے تھے۔

ارشاد باری تعالی ہے : ﴿ولئن سألتهم من خلق السماوات والأرض ليقولن الله﴾ لقمان:۲۵

''اگر ان سے پوچھو کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ یہ جواب ضرور دینگے کہ اللہ تعالی نے''

اسی طرح انکے اشعار توحید ربوبیت سے بھرے پڑے ہیں۔

چنانچہ'' زهير بن أبى سلمى '' کا شعر ہے

فلا تكتمن الله مافى نفوسكم ☆ ليخفى ومهما يكتم الله يعلم

يؤخر فيوضع فى كتاب فيدخر ☆ ليوم الحساب أو يعجل فينقم

جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے اللہ تعالی سے چھپانے کی کوشش نہ کرو کہ وہ پوشیدہ رہ سکے گا، کیونکہ چھپانے کی جسقدر بھی کوشش کروگے اللہ اسے جان ہی لیگا، پھر یا تو اسے اللہ تعالی کتاب میں محفوظ کر کے قیامت کے دن کیلئے مؤخر کردیگا یا پھر دنیا میں جلد ہی اسکا بدلہ دے دیگا۔

حاتم طائی کہتا ہے :

أما والذى لا يعلم السر غيره ☆ ويحي العظام البيض وهى رميم

اس ذات کی قسم جسکے علاوہ راز کی بات کوئی نہیں جانتا اور وہی بوسیدہ ہوجانے کے بعد سفید ہڈیوں کو دوبارہ زندہ کریگا۔

۳-کفار مکہ سے جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ : ''**قولوا لا الٰہ الا اللہ**''
یعنیٰ''**لا الہ الا اللہ**'' کا اقرار کرو۔

تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انکا جواب ان الفاظ میں نقل کیا ہے: ﴿ أجعل الآلهة الها واحداً، انّ هذا لشيء عجاب ﴾ ص:۵

''کیا اس نے متعدد معبودوں کو ایک ہی معبود بنادیا ہے یہ تو بڑی انوکھی بات ہے۔''

اب سوال یہ ہے کہ کفار نے اس کلمہ'' **لا الٰہ الا اللہ** '' سے کیا سمجھا؟ کیا یہ سمجھا کہ'' **لا الہ الا اللہ** '' کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں، یا اللہ کے سوا کوئی نئی چیز بنانے پر قادر نہیں؟

جواب یقیناً ''نہیں'' میں ہوگا کیونکہ کفار مکہ کو اسکا [اللہ کے خالق وقادر ہونے کا] انکار تھا ہی نہیں، انھیں انکار تھا تو اس بات کا کہ ہر قسم کی عبادت صرف اللہ کیلئے ہو اور اسمیں اسکا کوئی ساجھی نہ ہو۔

لہذا ثابت ہوا کہ ''**لا الٰہ الا اللہ** '' کا ثابت معنیٰ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے۔

<u>نوٹ :</u> لفظ بحق [حقیقی یا سچا] کو ہم نے محذوف اسلئے مانا ہے کہ دنیا میں جھوٹے اور باطل بہت سے معبود بنے ہوئے ہیں لیکن سچا اور حقیقی معبود ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ ہی ہے۔

ہماری اس رائے کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے کہ: ﴿ ذلك بأن الله هو الحق وأن ما يدعون من دونه هو الباطل ﴾ الحج:۶۲

''یہ سب اسلئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اسکی ذات کو چھوڑ کر جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہے''۔

کلمۂ توحید کے أرکان

کلمۂ توحید کے دو رکن ہیں:

۱- نفی: "**لا إله**" کوئی الہٰ برحق نہیں ہے۔

۲- اثبات: "**إلا الله**" سوا اللہ کے۔

پہلے رکن "**لا الــه**" سے ہر ایک کی الوہیت [مستحق عبادت ہونے] کی نفی ہوگئی اور "**إلا الله**" سے اللہ وحدہ لاشریک لہ کی الوہیت [معبود برحق ہونے] کو ثابت کیا۔

یہ اندازِ بیان "اسلوبِ قصر" سے پہچانا جاتا ہے، جو عربی زبان کا ایک مشہور ومعروف انداز بیان ہے، یہ جملۂ قصر فی الواقع دو جملوں کی طاقت رکھتا ہے ایک نفی کا دوسرا اثبات کا، یہ اندازِ بیان ان پرزور اسالیب اَدب میں شمار ہوتا ہے جو ذہن میں کسی چیز کو پختہ کرنے اور شکوک وشبہات کو دور کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

کلمۂ توحید میں قصر کا اسلوب استعمال ہوا ہے جو پہلے نفی اور اسکے بعد استثناء پر مشتمل ہے، "**لا إلـه الا الـلـه**" میں وہی زور بیان ہے جو ﴿ ایاك نعبد وایاك نستعین ﴾ [ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں] میں ہے، اور ﴿ قل هو الرحمن آمنا به وعلیه توکلنا ﴾ [آپ کہہ دیجئے کہ وہ رحمان ہی ہے جس پر ہم ایمان لائے اور اسی پر بھروسہ کیا] میں ہے۔

کیا اس کلمے کا زبان سے کھہ دینا کافی ھے ؟

جیسا کہ ابھی گذرا کہ کلمۂ توحید کا معنی ہے کہ ''اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں''، پس عبادت صرف اللہ کی ہوگی اور کسی بھی قسم کی عبادت غیر اللہ کیلئے جائز نہ ہوگی۔[1] اسلئے جو شخص اس کلمہ کے معنی کو سمجھتے ہوئے اسکے دونوں جزء۔ نفی و اثبات۔ کے تقاضوں کے مطابق عمل کریگا، اسکے تمام مفہوم و معنی پر اعتقاد رکھے گا تو وہ سچا مسلمان ہوگا اور بغیر اعتقاد کے جو اس پر عمل کریگا وہ منافق کہلائے گا، اور جو اسکے تقاضوں اور مفہوم و معانی کے خلاف عمل کریگا وہ کافر و مشرک ہوگا خواہ وہ زبان سے اس کلمے کا اقرار کرتا رہے۔

---

[1] قول و اعتقاد کے ساتھ عمل بھی شہادت توحید کیلئے ضروری اور شرط ہے، قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہی ہے کہ وہ عمل کو ایمان کا جزء مانتے ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ فان تابوا وأقاموا الصلاة وآتوا الزكاة فخلوا سبيلهم ﴾ التوبہ: ۵

''اگر مشرکین [شرک سے] توبہ کرلیں، نماز کو قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔''

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے [أمرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا اله الا الله وأن محمداً رسول الله ويقيموا الصلاة ويؤتوا الزكاة فاذا فعلوا ذلك عصموا منى دماء هم وأموالهم الا بحق الاسلام وحسابهم على الله] صحیح البخاری: ۲۵ الایمان، ومسلم : ۲۲ الایمان بروایت ابن عمر

مجھے اس وقت تک لوگوں سے قتال کا حکم ہے حتی کہ وہ لوگ **''لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ''** کی شہادت دیں، نماز کو قائم کریں، اور زکاۃ ادا کریں، پھر جب لوگوں نے ایسا کرلیا تو انھوں نے مجھ سے اپنے جان و مال کو محفوظ کرلیا، سوا حق اسلام کے اور انکا حساب اللہ پر ہے۔

کلمۂ توحید کا فضائل

وضاحت از مترجم: اس کلمہ کے فضائل بے شمار ہیں جسمیں سے ایک بڑا حصہ امام ابن رجب حنبلیؒ نے اپنی کتاب ''معنی کلمۃ الاخلاص'' اور نواب صدیق حسن خان نے ''الدین الخالص'' جلد اول میں ذکر کیا ہے، خود مؤلفِ کتابچہ نے اس موضوع کو تفصیل سے لیا ہے اور اس کلمۂ توحید کے اسی ''۸۰'' سے زائد فضائل کا ذکر کیا ہے، لیکن اختصار کی غرض سے ان میں سے ہم چند کا انتخاب پیش کرتے ہیں، اسمیں بھی مؤلف کی ترتیب اور عبارت کی پابندی نہیں کی ہے، جسکے لئے بطور خاص مولف کتابچہ سے مترجم نے اجازت حاصل کی ہے۔

۱- جن وانس کی پیدائش کا واحد مقصد کلمۂ توحید اور اسکے تقاضوں کا پورا کرنا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون ﴾

الذاریات:۵۶

''ہم نے جن وانسانوں کو اسکے سوا کسی اور کام کیلئے نہیں پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں''

۲- حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک تمام انبیاء ورسل علیہم السلام اسی کلمہ کی تبلیغ اور اسے فی الواقع قائم کرنے کیلئے اس دنیا میں تشریف لائے۔

ارشاد باری تعالی ہے :﴿ وما أرسلنا من قبلك من رسول إلا نوحي إليه أنه لا إله إلا أنا فاعبدون ﴾ الانبیاء:۲۵

''تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اسکی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔''

اسی لئے تمام انبیاء علیہم السلام اپنی دعوت کی ابتدا اسی کلمۂ توحید سے کیا کرتے تھے، چنانچہ سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام سے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ لقد أرسلنا نوحاً الی قومه فقال یاقوم اعبدوا الله مالكم من اله غیره ﴾ الاعراف:۵۹

''ہم نے نوح علیہ السلام کو انکی قوم کی طرف بھیجا تو انھوں نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اسکے سوا کوئی تمھارا معبود برحق نہیں۔''

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد قوم عاد میں حضرت ھود علیہ السلام کی بعثت ہوئی، ان سے متعلق قران کریم میں ہے۔

﴿ والی عاد أخاهم هوداً قال یا قوم اعبدوا الله مالكم من اله غیره ﴾ الاعراف:۶۵

اور ہم نے قوم عاد کی طرف انکے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا، انھوں نے کہا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمھارا معبود برحق نہیں ہے۔

اسی طرح تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنی دعوت کی ابتدا اسی کلمۂ مبارکہ سے کرتے تھے۔ سورۂ الاعراف، سورۂ الشعراء، سورۂ ھود وغیرہ میں یہ باتیں بڑی وضاحت کے ساتھ مذکور ہیں۔

۳- اس دنیا کا وجود اور بقا اسی کلمۂ توحید کی مرہون منت ہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' **لا تقوم الساعة حتی لایقال فی الارض : الله الله** ''[1]

---

[1] صحیح مسلم: ۱۴۸ الایمان، سنن الترمذی: ۲۲۰۷ الفتن بروایت انس۔

''جب تک روئے زمین پر اللہ، اللہ کہنے والے لوگ رہیں گے اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ جب تک '' **لا الہ الا اللہ** '' کہنے والے رہیں گے اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ [1]

مسلم شریف کی ایک حدیث میں اسکی تفصیل اسطرح مروی ہے کہ

پھر [دجال کے بعد] اللہ تعالی شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا، لہذا زمین میں کوئی ایسا نہ بچے گا جسکے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا مگر یہ ہوا اسکی روح قبض کرلیگی حتی کہ اگر کوئی پہاڑ کے بیچ میں گھس جائیگا تو وہ ہوا وہاں بھی داخل ہوکر اسکی روح قبض کرلیگی، راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا کہ پھر دنیا میں برے ہی لوگ رہ جائیں گے جو جلد باز چڑیوں اور بے عقل درندوں کی طرح ہونگے، وہ نہ بھلائی کو بھلائی سمجھیں گے اور نہ برائی کو برائی، پھر شیطان انکے پاس ایک صورت بنا کر آئیگا اور کہے گا کہ تم میری بات نہ مانو گے؟ لوگ پوچھیں گے کہ تو ہمیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ چنانچہ شیطان انھیں بتوں کی عبادت کا حکم دیگا، لہذا بت پوجنا شروع کردینگے، حالانکہ انکی روزی کشادہ اور زندگی اچھی ہوگی، بالآخران پر صور پھونکا جائیگا۔ [2]

۴۔ اس کلمہ کا اقرار اور اسکے مطابق عمل دخول جنت کا ضامن ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: '' من کان آخر کلامه لااِله اِلا الله

---

[1] شرح صحیح مسلم للامام النووی ۱/ ۳۵۶۔

[2] صحیح مسلم: ۲۹۴۰ الفتن بروایت عبداللہ بن عمرو۔

دخل الجنة "[1]

[اس دنیا میں] جسکی آخری بات **"لا الہ الا اللہ"** ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

بخاری ومسلم کی ایک روایت میں کلمہ توحید کی فضیلت ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے:
حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ ؓ نبی کریم ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! حضرت معاذ نے جواب دیا: لبیک یارسول اللہ وسعدیک [اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں اور بار بار حاضر ہوں] آپ ﷺ نے یہی سوال تین بار فرمایا، اور حضرت معاذ نے ایسے ہی جواب دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جوکوئی بھی دل کی سچائی سے **"لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ"** کی گواہی دیگا تو اللہ تعالی اسے جہنم کی آگ پر حرام کر دیگا [وہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا]"[2]

۵- یہ وہ مبارک کلمہ ہے کہ جو اللہ تعالی کے حضور خود ہی پہنچ جاتا ہے اور کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ ﴾ فاطر:۱۰

"پاکیزہ کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل انکو بلند کرتا ہے۔"

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: [**ما قال عبد لا الٰہ الا اللہ مخلصاً**

---

[1] سنن ابی داود: ۳۱۱۶ الجنائز، الحاکم ۱/۳۵۱ بروایت معاذ بن جبل۔

[2] صحیح البخاری: ۱۲۸ العلم، صحیح مسلم: ۳۲ الایمان۔

الا فتحت لـه أبواب السماء حتى تفضي الى العرش ما اجتنبت الكبائر]۱؎

جس بندے نے بھی اخلاص کے ساتھ "**لا الــه الا الــلــه**" کہا تو اسکے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ کلمہ عرش الٰہی تک پہنچ جاتا ہے، بشرطیکہ کہنے والا گناہِ کبیرہ سے بچتا رہے۔

۶ - یہ وہ مبارک کلمہ ہے جسکے کہنے والے کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے : [ما منكم من أحد يتوضأ فيبلغ أو يسبغ الوضوء ثم يقول : أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله الا فتحت له أبواب الجنة الثمانيه يدخل من أيها شاء] ۲؎

جوکوئی بھی وضو کرتا ہے اور خوب اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر کہتا ہے کہ" **أشهد أن لا إلـه إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله** ": تو اسکے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں، وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے مروی ایک لمبی حدیث میں ہے، جسمیں نبی کریم ﷺ کا ایک خواب بیان ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :

[رأيت رجلا من أمتي انتهى الى أبواب الجنة فأغلقت الأبواب دونه فجاءته شهادة أن لا إله إلا الله ففتحت له أبواب

۱؎ سنن الترمذی:۳۵۹۰ الدعوات بروایت ابوہریرہ ، دیکھئے صحیح الجامع:۵۶۸۹۔

۲؎ صحیح مسلم:۲۳۴ الایمان، سنن الترمذی:۵۵ الطہارۃ، بروایت عقبۃ بن عامر۔

الجنة وأدخلته الجنة][1]

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جنت کے دروازے تک پہنچا تو جنت کے دروازے اسکے لئے بند کردیئے گئے، پھر " **لا إلـه إلا الله** " کی شہادت نے آکر اسکے لئے جنت کے دروازے کھولے اور اسے جنت میں داخل کردیا۔

۷- سب سے افضل ذکر یہی مبارک کلمہ ہے:

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: [أفضل الذكر لا إله إلا الله وأفضل الدعاء الحمد لله][2]

"سب سے افضل ذکر " **لا إله إلا الله** " ہے اور سب سے افضل دعا " **الحمد لله** " ہے۔"

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: [أفضل ماقلت أنا والنبيون من قبلي لا إله إلا الله وحده لا شريك له][3]

"سب سے بہتر کلمہ جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے کہی [**لا إله إلا الله وحده لا شريك له**] ہے۔"

۸- حشر کے میدان میں شفاعت محمدیہ [ﷺ] کا سب سے اہم سبب یہی

---

[1] الطبرانی الکبیر [مجمع الزوائد ۱۸۲/۷ و ۱۸۳] یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جسمیں متعدد اعمال کے فضائل بیان ہوئے ہیں، بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن چونکہ یہ مضمون دیگر احادیث سے ثابت ہے اسلئے بطور تایید پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، امام ابن القیم ؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ؒ سے اس حدیث کو بڑی اہمیت دیتے ہوئے سنا اور آپ نے فرمایا کہ اصول سنت اسکی تایید کرتے ہیں، یہ بڑی اچھی حدیثوں میں سے ایک ہے۔ کتاب الروح ص ۸۳،۸۲ نیز دیکھئے الوابل الصیب ص ۱۷۹،۱۷۸ ۔

[2] سنن الترمذی: ۳۳۸۳ الدعوات، سنن ابن ماجہ: ۳۸۰۰ الأدب بروایت جابر بن عبداللہ۔

[3] (۵) موطا امام مالک ۴۲۳/۱ ، علامہ الالبانی نے اس حدیث کو حسن بتلایا ہے ،دیکئے صحیح الجامع: ۱۱۰۲۔

مبارک کلمہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کونسا خوش نصیب ہے جو آپکی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ مجھے یقین تھا کہ تجھ سے پہلے کوئی دوسرا یہ بات مجھ سے نہیں پوچھے گا، کیونکہ میں دیکھتا تھا کہ تجھے حدیث [علم] کی بڑی جستجو رہتی ہے، اے ابوہریرہ: **[أسعد الناس بشفاعتي يوم القيامه من قال لا إله إلا الله خالصا من قلبه أو نفسه]** (1)

''میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار وہ خوش نصیب ہے جو دل کے خلوص سے '' **لا إله إلا الله** '' کہے۔''

۹- یہ ایسا مبارک کلمہ ہے کہ اگر کوئی شخص رضائے الٰہی کیلئے اسکا اقرار کرے تو ابدی طور پر جہنم اسکے اوپر حرام ہوجاتی ہے اور اگر وہ اپنے گناہوں کی سزا کے طور پر جہنم میں جاتا بھی ہے تو ایک نہ ایک دن ضرور اس سے پاک وصاف ہوکر نکل آئیگا۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: **[من قال لا إله إلا الله نفعته يوما من دهره يصيبه قبل ذلک ما أصابه]** (2)

''جس نے '' **لا إله إلا الله** '' کہا تو یہ کلمہ اسے کبھی نہ کبھی ضرور فائدہ دیگا خواہ اس سے پہلے اسے کچھ وقت سزا کا سامنا کرنا پڑے۔''

حدیث شفاعت میں ہے کہ حکم الٰہی ہوگا: **[أخرجوا من النار من قال لا إله**

---

(۱) صحیح البخاری: ۹۹ العلم، مسند احمد ۲/۲۷۳۔

(۲) مسند البزار [مجمع الزوائد ۱/۱۷] معجم الطبرانی الاوسط والصغیر [مجمع البحرین: رقم ۴ ، ۱/۵۵] بروایت ابو ہریرہ، دیکھئے الصحیحہ: ۱۹۳۲۔

إلا الله كان فى قلبه مثقال ذرة من ايمان] [1]

''آگ سے نکال لو ہر اس شخص کو جس نے ''**لا إلـه إلا الله**'' کہا ہوا، ورا سکے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان تھا۔''

۱۰- بندوں کے اعمال میں سب سے زیادہ اہمیت اسی کلمہ کو حاصل ہے

کیونکہ دوسرے سارے اعمال کی قبولیت کا دار ومدار اسی کلمہ کے اقرار اور اسکے مطابق عمل پر ہے، اسی لئے جب اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو یمن کی طرف تبلیغ کے لئے بھیجا تو آپ نے فرمایا: ''**انک ستأتی قوما من أهل الكتاب فإذا جئتهم فادعهم أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله فان هم أطاعوک فأخبرهم أن الله قد فرض عليهم خمس صلوات فى كل يوم وليلة**'' [2]

''تم ایک ایسی قوم کے پاس جارہے ہو جو خود اہل کتاب ہیں، جب انکے پاس جاؤ تو سب سے پہلے انھیں ''**لا إله إلا الله محمد رسول الله**'' کی شہادت کی طرف دعوت دینا، پھر اگر اسے مان لیں تو انہیں بتلاؤ کہ اللہ تعالی نے دن اور رات میں انکے اوپر پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے :جس نے دن میں (صبح کے وقت) سوبا[**لا إلـه إلا الله وحده لا شريک له، له الملک وله الحمد وهو على كل شئ قدير**] کا ذکر کیا تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ملے گا، سو نیکیاں لکھی جائیں

---

[1] صحیح البخاری:٦٥٦٠ الرقاق، وصحیح مسلم١٨٣ الایمان بروایت ابوسعید الخدری)

[2] صحیح البخاری:١٣٩٦ الزکاۃ وصحیح مسلم:١٩ الایمان وباقی اصحاب الستہ [صحیح الجامع:٢٢٩٨] بروایت ابن عباس۔

گی ،سو گناہ مٹائے جائیں گے ،اور شام ہونے تک سارا دن شیطان سے محفوظ رہے گا اور کسی شخص کا عمل اس سے افضل نہیں ہو سکتا الا یہ کہ اس سے زیادہ بار کوئی یہ ذکر کرے۔ [1]

۱۱- سب سے اُفضل اور بہتر نیکی ہے۔

حضرت ابوذر ؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ'' آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیں [اچھی بات بتائیں] آپ ﷺ نے فرمایا :[**اذا عملت سيئة فأتبعها حسنة تمحها**]

''اگر تم کوئی غلطی کر دو تو اسکے بعد نیکی کا کوئی کام کر لو تو یہ تمہارے برے کام کو مٹا دے گی۔''

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ، کیا'' **لا الہ الا اللہ** '' کہنا نیکی کے کاموں میں سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ [**هي أحسن الحسنات**] یہ تو سب سے اچھی اور بہتر نیکی ہے'' [2]

۱۲- بندوں کے نامۂ اعمال میں سب سے وزنی چیز'' لا الہ الا اللہ '' ہوگا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا جب وقت آیا تو آپ نے اپنے بیٹوں کو وصیت فرمائی : آپ نے فرمایا کہ میں تمھیں'' **لا الہ الا اللہ** '' کا حکم دیتا ہوں، کیونکہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور '' **لا الـــه الا الـلـــه** '' کو دوسرے پلڑے میں تو '' **لا الـــه الا الـلـــه** '' ان پر بھاری رہے گا۔ اور اگر

---

[1] صحیح البخاری:۳۲۹۳ بدء الخلق ،صحیح مسلم:۲۶۹۱ الذکر والدعاء برروایت ابو ہریرہ۔

[2] مسند احمد ۱۶۹/۵ دیکھئے السلسلۃ الصحیحہ ۱۳۷۳۔

ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایک بند مضبوط حلقے کی شکل میں ہوں تو ''**لا اله الا الله**'' انھیں توڑ دے گا۔ [1]

ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی میری امت کے ایک شخص کو قیامت کے دن مخلوقات کے سامنے حاضر کریگا اور اسکے اعمال کے ننانوے دفتر پھیلا دیگا، ان میں سے ہر دفتر تا حد نظر ہوگا، پھر فرمائیگا، اے بندے کیا اسمیں سے کسی کام کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے لکھنے والے فرشتوں نے تیرے اوپر ظلم کیا ہے؟ وہ جواب دیگا: اے میرے رب نہیں، ایسا نہیں ہوا۔ اللہ تعالی پھر سوال کریگا: کیا تیرے پاس کوئی عذر تھا؟ وہ جواب دیگا، نہیں۔ پھر اللہ تعالی فرمائے گا کہ ہاں! ہمارے پاس تیری ایک نیکی بھی ہے اور آج کے دن کسی پر ظلم نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالی ایک پرزہ نکالے گا، جسمیں: '' **أشهد أن لا اله الا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله** '' لکھا ہوگا، اللہ تعالی فرمائیگا: اپنے وزن [ترازو] کے پاس حاضر ہو، تو وہ بندہ کہے گا کہ اے اللہ! ان دفتروں کے مقابلے میں اس پرزے کی کیا اہمیت ہے؟ اللہ تعالی فرمائے گا کہ تیرے اوپر کوئی ظلم نہ ہوگا، اسکے بعد سارے دفتر ترازوں کے ایک پلڑے میں اور وہ پرزہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائیگا تو دفتروں کا پلڑا ہلکا اور پرزے کا پلڑا بھاری ثابت ہوگا، کیونکہ اللہ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز وزنی نہیں ہوسکتی۔ [2]

---

[1] الادب المفرد للبخاری: ۵۴۸ باب ۳۵۱، مسند احمد ۲/ ۱۷۰ بروایت عبداللہ بن عمرو۔

[2] سنن الترمذی: ۲۶۳۹ الایمان، سنن ابن ماجہ ۴۳۰۰ الزھد بروایت عبداللہ بن عمرو۔

لا الٰہ الا اللہ [کی قبولیت] کی شرطیں

حضرات علماء کرام نے کلمۂ اخلاص کی [قبولیت اور مفید ہونے کیلئے] سات شرطیں ذکر کی ہیں، اس کلمہ کی شہادت اس وقت تک مکمل اور صحیح نہ ہوگی جب تک کہ یہ شرطیں پوری نہ ہوجائیں اور بندہ بغیر کسی کمی کے انھیں پورا اور انکی پابندی نہ کرلے۔(1)

یاد رہے کہ بندے سے ان شرطوں کے الفاظ کا شمار کرلینا اور یاد کرلینا مطلوب نہیں ہے، کیونکہ بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جنمیں یہ شرطیں پوری طرح پائی جاتی ہیں اور انھوں نے انکا التزام بھی کیا ہوا ہے، جبکہ اگر ان سے کہا جائے کہ انکا شمار کرو تو ان سے نہ ہو پائے گا، اور اسکے برخلاف ان شرطوں کے الفاظ کو یاد کرنے والے کتنے لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ وہ شمار کرنے میں تیر کی طرح گذر جائیں گے، اسکے باوجود کلمۂ **"لا الٰہ الا اللہ"** کے منافی امور میں کثرت سے واقع ہوتے ہیں۔

یہ شرائط [قران وحدیث سے] بحث وتلاش کے بعد ثابت ہوتی ہیں، حافظ حکمیؒ نے ان شرطوں کو شعر میں یوں بیان کیا ہے۔

العلم والیقین والقبول ☆ والانقیاد فادر ما أقول

والصدق والاخلاص و المحبة ☆ وفقک الله لما أحبه

---

(1) امام ابن رجب حنبلیؒ نے بھی ان میں سے بعض شرطوں کی طرف اشارہ کیا ہے اور بعض علمائے متقدمین سے نقل فرمایا ہے کہ **"لا الٰہ الا اللہ"** کے جنت میں دخول کا سبب بننے اور جہنم سے دوری کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس کلمہ کے شرائط پورے کئے جائیں، اس ضمن میں مشہور تابعی حضرت حسن بصریؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرزدق سے کہا [اس وقت فرزدق اپنی بیوی کو دفن کررہا تھا] اس دن کیلئے تم نے کیا تیاری کی ہے؟ فرزدق نے جواب دیا کہ ستر سال سے شہادت **"لا إلٰہ إلا اللہ"** کا اہتمام کیا ہے، حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ یہ تو بہت اچھی تیاری ہے لیکن **"لا إلٰہ إلا اللہ"** کے کچھ شرائط بھی ہیں [انکا بھی پورا کرنا ضروری ہے لہذا کسی پاک باز عورت پر تہمت لگانے سے بچنا۔ کلمة الاخلاص وتحقيق معناها ص ۱۴۔

علم، یقین، قبول اور اطاعت، جو میں کہہ رہا ہوں اسے سمجھو
نیز، صدق، اخلاص اور محبت ہے، اللہ تجھے اپنے یہاں پسندیدہ اُعمال کی توفیق بخشے۔

بعض علماء نے ایک آٹھویں شرط کا بھی اضافہ کیا ہے۔

وزید ثامنها الکفر منک بما ☆ سوی الا له من الاوثان قد ألها

ایک آٹھویں شرط کا بھی اضافہ کیا گیا ہے، وہ ہے اللہ کے سوا پوجے جانے والے تمام معبود کا انکار۔

آخری شرط اللہ کے رسول ﷺ کی درج ذیل حدیث سے ماخوذ ہے: [**من قال لا اِله اِلا الله و کفر بما یعبد من دون الله حرم ماله و دمه**][1]

''جس نے ''**لا الـه الا اللـه**'' کا اقرار کیا اور اللہ کے سوا پوجے جانے والے معبودوں کا انکار کیا تو اسکی جان و مال [مسلمانوں پر بلا شرعی حق کے] حرام ٹھہرا۔''

ساتوں شرطوں کا آٹھویں [2] شرط کے ساتھ یہ اجمالی بیان تھا اب آپ کے سامنے ان کی تفصیل رکھی جائی ہے۔

---

[1] صحیح مسلم: ۲۳ الایمان، مسند احمد ۳/ ۴۷۲ بروایت والد ابو مالک الاشجعی [طارق بن اُشیم]۔

[2] مولف کتابچہ نے آٹھویں شرط کا تفصیلی بیان پیش نہیں کیا ہے اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ آٹھویں شرط ساتویں شرط یعنی الاخلاص میں داخل ہے۔

شرائط لا إله الا اللہ کا تفصیلی بیان

۱- العلم : علم سے مراد یہ ہے کہ [کلمۂ توحید کے قائل میں] کون سی چیز پائی جانی چاہئے اور کون سی چیز نہیں ہونی چاہئے اور کون سے لازمی کام کرنے ضروری ہیں؟۔

جب بندے نے یہ جان لیا کہ اللہ تبارک وتعالی ہی اکیلا معبود ہے اور غیر اللہ کی عبادت جھوٹ اور باطل ہے اور اس علم کے مطابق اس نے عمل کیا تو وہ اس کلمہ کے معنی کا جاننے والا ثابت ہوا۔

علم کے برعکس جہالت ہے یعنی اللہ تعالی کے اکیلے لائق عبادت ہونے کو واجب نہ جاننا، بلکہ اسکے ساتھ غیر اللہ کی عبادت کو جائز سمجھنا۔

ارشاد باری تعالی ہے : ﴿ فاعلم أنه لا إله إلا الله ﴾ محمد:١٩

''لہذا اے نبی آپ جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:﴿ إلا من شهد بالحق وهم يعلمون ﴾

الزخرف:٨٦

''ہاں! جو حق کا اقرار کریں اور انھیں اسکا علم بھی ہو۔''

[کلمۂ حق سے مراد اس آیت میں کلمۂ توحید ہے] یعنی جس نے **''لا إله إلا الله''** کی گواہی دی اور جو کچھ زبان سے کہا دل سے اسے مانتے بھی رہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿ شهد الله أنه لا إله إلا هو والملائكة وأولوا العلم قائما بالقسط لا إله إلا هو العزيز الحكيم ﴾ آل عمران:١٨

''اللہ تعالی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں، فرشتے اور جو اہل علم

انصاف پر قائم ہیں وہ بھی گواہی دے رہے ہیں، اور وہ ذات عزیز وحکیم ہے۔"

ایک اور آیت میں ارشاد ہے: ﴿ قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون انما يتذكر أولوا الالباب ﴾ الزمر :۹

"بتاؤ کہ علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں، نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿ انما يخشى الله من عباده العلماء ﴾ فاطر :۲۸

"اللہ تعالی سے اسکے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔"

سورۃ العنکبوت میں ارشاد ہے: ﴿ وتلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العالمون ﴾ العنکبوت :۴۳

"اور ہم ان مثالوں کو لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں، انھیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں۔"

صحیح مسلم میں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: [**من مات وهو يعلم انه لا اِله اِلا الله دخل الجنه**][1]

"جس شخص کو موت آئی اور وہ **لا إله إلا الله** کا علم رکھتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

۲ - **یقین** : یقین کا معنی یہ ہے کہ کلمۂ شہادت کو یقین واطمینان قلب سے ادا کیا جائے جسکے اندر شک وشبہہ کا ذرہ برابر بھی گزر نہ ہو جنھیں شیطان صفت جن وانس لوگوں کے دلوں میں بوتے رہتے ہیں، بلکہ اس کلمہ کے مفہوم ومعانی پر پختہ یقین کے ساتھ اسکا اقرار ہو۔

لہذا ضروری ہے کہ جو شخص اس کلمے کا زبان سے اقرار کرے، دل سے اسپر پختہ یقین رکھتا ہو اور اللہ تعالی کے معبود برحق ہونے اور غیر اللہ کی عبادت کے بطلان کا

---

[1] صحیح مسلم :۲۶ الایمان، مسند احمد ۱/۶۵۔

اعتقاد جازم رکھتا ہو کہ عبادت کا کوئی بھی کام غیر اللہ کیلئے انجام دینا جائز نہیں ہے، لیکن اگر صورت حال ایسی ہو کہ گواہی میں شک کیا، یا غیر اللہ کی عبادت کے باطل ہونے میں توقف سے کام لیا، جیسے زبان حال سے یہ کہے کہ میں اللہ رب العزت کی الوہیت کا تو اقرار جازم کرتا ہو، لیکن غیر اللہ کی الوہیت کے باطل ہونے کے بارے میں مجھے کچھ ہچکچاہٹ اور بے یقینی ہے، تو ایسی شہادت باطل اور غیر مفید ہوگی۔[1]

اللہ تبارک وتعالی مومنین کی تعریف کرتے ہوتے فرماتا ہے: ﴿ والذین یؤمنون بما أنزل الیك وما أنزل من قبلك وبالآخرة هم یوقنون ﴾

البقرة :۴

"جو لوگ ایمان لائے ہیں اس پر جو آپ پر اتارا گیا ہے اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔"

اسی طرح مومنین کی تعریف ایک اور جگہ ان الفاظ میں فرمائی ہے: ﴿انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا﴾ الحجرات :۱۵

"سچے مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اسکے رسول پر پکا ایمان لائیں اور شک وشبہ نہ کریں۔"

اور زبانی اقرار کرنے والے اور دل کے کافر منافقین کی مذمت ان الفاظ میں کی ہے کہ: ﴿وارتابت قلوبهم فهم فی ریبهم یترددون﴾ التوبہ: ۴۵

"اور جن کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ اپنے شک میں سرگرداں ہیں۔"

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد

---

[1] جیسے آجکل بہت سے لوگ ہر قسم کی عبادت اللہ کے لئے انجام دیتے ہیں جیسے نماز، روزہ، زکاۃ اور حج وغیرہ ،لیکن اسکے ساتھ ساتھ نذر ونیاز اور دعا واستغاثہ وغیرہ غیر اللہ سے بھی کرتے ہیں اور جب انھیں اس پر ٹوکا جاتا ہے تو قبول کرنے کے بجائے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور مختلف خود ساختہ دلیلوں کا سہارا لینے بیٹھ جاتے ہیں۔

فرمایا: " أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله لا يلقى الله بهما عبد غير شاك فيهما الا دخل الجنة " [1]

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، ان دونوں باتوں کولیکر بغیر کسی شک کے جو بندہ اللہ سے ملے گا تو جنت میں داخل ہوگا۔''

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس دیوار کے پیچھے جس کسی سے تمھاری ملاقات ہواور وہ دل کے اطمینان کے ساتھ [بغیر کسی ہچکچاہٹ کے] ''**لا الٰہ الا اللہ**'' کی گواہی دے رہا ہوتو اسے جنت کی خوشخبری دے دو۔ [2]

۳ - **قبول** : ہر وہ کام جولفظ قبول کا لازمی تقاضا ہے اسے دل سے مان لے اور زبان سے اقرار کرلے، اسی کو قبول کرنا کہتے ہیں، چنانچہ ہر خبر کی دل سے تصدیق کرے اور اللہ تعالی اور اسکے رسول سے آنے والی ہر بات پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی بھی چیز کو رد نہ کرے اور نہ نصوص کتاب وسنت کی غلط تأویلات کرے، اور تحریف سے بھی کام نہ لے جس سے اللہ تعالی منع کیا ہے، اللہ تعالی نے اہل ایمان کی خوبی بیان فرمائی ہے کہ وہ حکم پر عمل کرتے ہیں اور دل سے اسے قبول کرتے ہیں اور کسی حکم کو ٹھکراتے نہیں۔

﴿آمن الرسول بما أنزل اليه من ربه والمؤمنون كل آمن بالله وملائكته وكتبه ورسله لا نفرق بين أحد من رسله وقالوا سمعنا وأطعنا غفرانك ربنا واليك المصير﴾ البقرة:۲۸۵

[1] صحیح مسلم :۲۷ الایمان باب۹ ۔مسند احمد ۲/۴۲۱ بروایت ابو ہریرہ۔

[2] صحیح مسلم:۳۱ الایمان باب۹۔

"رسول کی طرف جو کچھ اسکے رب کی طرف سے نازل کیا گیا وہ اس پر ایمان لایا اور اہل ایمان بھی ایمان لائے، ہر ایک ایمان لایا اللہ تعالی پر، فرشتوں پر، کتابوں پر، رسولوں پر، [انھوں نے کہا کہ] ہم اللہ کے رسولوں میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے، انھوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔ اے اللہ ہم تیری بخشش کے طلبگار ہیں اور پلٹ کر تیرے حضور پیش ہونا ہے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے : ﴿قولوا آمنا بالله وما أنزل الينا﴾ الآیہ

البقرة :١٣٦

"[اے مسلمانو!] کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر جو ہماری طرف اتاری گئی ہے۔"

اور قبول کے برعکس رد کرنا ہے۔

بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کلمۂ شہادت کے معنی کو جانتے اور اسکے مفہوم ومعانی پر یقین بھی رکھتے ہیں لیکن حسد وتکبر کی وجہ سے قبول نہیں کرتے، علمائے یہود ونصاری کا یہی حال ہے جیسا کہ ان سے متعلق ارشاد باری تعالی ہے : ﴿الذين آتيناهم الكتاب يعرفونه كما يعرفون أبناءهم وان فريقا منهم ليكتمون الحق وهم يعلمون﴾ البقرة:١٤٦

"جنھیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے ایسا ہی پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنے بچوں کو پہچانے، انکی ایک جماعت حق کو پہچان کر پھر چھپاتی ہے۔"

ایک جگہ اور ارشاد ہے: ﴿ود كثير من أهل الكتاب لو يردونكم من بعد ايمانكم كفاراً حسدا من عند أنفسهم من بعد ما تبين لهم الحق﴾ البقرة : ١٠٩

"ان اہل کتاب کے بہت سے لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض ضد اور بغض کی بنا پر تمھیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔"

اسی طرح بہت سے مشرکین "**لا الٰہ الا اللہ**" کا معنی اور رسالت محمدی کی حقانیت کو پہچانتے تھے لیکن تکبر وعناد کی وجہ سے قبول نہیں کرتے تھے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿انهم اذا قيل لهم لا اله الا الله يستكبرون﴾

الصافات :۳۵

"سو یہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، تو یہ سرکشی سے کام لیتے ہیں۔"

انھیں مشرکین سے متعلق ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے: ﴿فانهم لا يكذبونك ولكن الظالمين بآيات الله يجحدون﴾ الانعام:۳۳

"سو یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے، لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔"

یہی معاملہ فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ [1]

"رد" اور "عدم قبول" میں یہ بات بھی داخل ہے کہ بعض شرعی احکام یا اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں پر اعتراض کرے یا پھر سرے سے رد کردے، جیسے مثلاً کوئی شخص چوری کی سزا، زنا کی سزا یا تعدد ازواج اور میراث کی تقسیم پر اعتراض کرے [2] وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام باتیں عدم قبول اور رد کے زمرے میں آتی ہیں کیونکہ ارشاد باری

[1] قرآن مجید میں متعدد جگہ اسکا ذکر ہے چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قال لقد علمت ما أنزل هؤلاء الا رب السماوات والارض بصائر وانى لأظنك يا فرعون مثبورا﴾ الاسراء :۱۰۲

[حضرت موسیٰ علیہ السلام نے] کہا کہ یہ تو تجھے علم ہو چکا ہے کہ آسمان وزمین کے پروردگار ہی نے یہ معجزے دکھانے سمجھانے کو نازل فرمائے ہیں، اے فرعون میں تو سمجھ رہا ہوں کہ تو یقیناً برباد و ہلاک کیا گیا ہے۔

نیز دیکھیے سورۂ النمل آیت نمبر ۱۳،۱۴۔

[2] یعنی یہ کہنا کہ جب لڑکا اور لڑکی ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں تو تقسیم میراث میں یہ تفریق کیوں کہ لڑکے کو لڑکی کا ڈبل حصہ دیا جائے۔

تعالیٰ ہے: ﴿ یا أیها الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافة ﴾ الآیة
البقرة :۲۰۸

''ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہوجاؤ۔'' [1]

ایک اور جگہ فرمایا: ﴿ وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی الله ورسوله أمرا أن یکون لهم الخیرة من أمرهم ﴾ الآیہ الاحزاب :۳۶

''اور دیکھو ! کسی مومن مرد وعورت کو اللہ ورسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔''

رد کے اندر یہ بھی داخل ہے کہ اللہ کے ناموں اور صفتوں کو بے معنی قرار دے، یا انھیں صفاتِ مخلوقین کے مشابہ ٹھہرائے۔

۴ - انقیاد : [تابعداری] جسکا برعکس ترک ہوگا۔

یعنی کلمۂ اخلاص جن معنوں پر دلالت کرتا ہے اسے عملا پورا کر کے دکھائے۔ قبول اور انقیاد [تابعداری] میں فرق یہ ہے کہ ''قبول'' زبان سے اس معنی کے اظہار واقرار کا نام ہے اور ''انقیاد'' یہ ہے کہ عملا پیروی کرے۔ [2]

دونوں صورتوں میں اتباع اور فرمانبرداری لازم ہے، نتیجہ یہ ہے کہ اللہ کے احکام کے سامنے مکمل طور پر تابع فرمان بن جائے اور ان میں سے کسی حکم پر اعتراض نہ کرے ۔

---

[1] اہل ایمان سے کہا جا رہا ہے کہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاو، اس طرح نہ کرو کہ جو باتیں تمھاری مصلحتوں اور خواہشات کے مطابق ہوں ان پر تو عمل کرو اور دوسرے حکموں کو نظر انداز کرو۔ احسن البیان ۸۳۔

[2] یعنی قبول کا معنی تو یہ ہے کہ [مثال کے طور پر] نماز کی فرضیت اور رکنِ اسلام ہونے کا زبان سے اقرار کیا جائے اور ''انقیاد'' یہ ہے کہ اس اقرار کے ساتھ ساتھ نماز کو پابندی کے ساتھ پڑھا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وأنيبوا الى ربكم وأسلموا له﴾ الزمر :۵۴
''اورتم سب اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑواوراسکی حکم برداری کیے جاؤ۔''

ایک اورجگہ ارشاد ہے: ﴿ومن أحسن دينا ممن أسلم وجهه لله وهو محسن﴾ النساء :۱۲۵
''اور باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے جواپنے کواللہ کے تابع کرے اور ہو بھی نیکوکار۔''

ایک تیسری جگہ ارشادِ ربانی ہے :﴿ومن يسلم وجهه لله وهو محسن فقد استمسك بالعروة الوثقى﴾ لقمان:۲۲
''اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے تابع کردے اور ہو بھی وہ نیکوکار تو یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا۔''

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

﴿اذ قال له ربه أسلم قال أسلمت لرب العالمين﴾ البقرة : ۱۳۱
''جب کبھی بھی انھیں انکے رب نے کہا کہ فرمانبردار ہوجاؤ، انھوں نے کہا: میں نے رب العالمین کی فرمانبرداری کی ۔''

انقیاد [تابعداری] کے معنی میں یہ بات بھی داخل ہے کہ جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ لیکر آئے ہیں بغیر کسی کمی وزیادتی اور چون وچرا کے اس سے راضی رہے اور اس پر عمل کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما﴾ النساء:۶۵
''سوقسم ہے تیرے پروردگار کی !یہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں

آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔"

اگر" **لا اله الا الله** " کے معنی کو دل سے جان لیا، اس پر یقین بھی ہوگیا، اسے قبول بھی کرلیا، لیکن اسکی اتباع نہ کی اور نہ ہی تابع فرمان بن کر اسکے مطابق عمل کیا، تو یہ کلمہ اسکے لئے مفید ثابت نہ ہوگا، جیسا کہ ابوطالب کا حال تھا، وہ جانتے تھے کہ دین محمد [ﷺ] حق ہے، اسکا اقرار واعتراف بھی کرتے تھے، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا کہ:

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم ☆ حتی اوسد فی التراب دفینا

"قسم ہے اللہ کی وہ سب اکٹھے ہو کر بھی تجھ تک نہیں پہنچ سکتے، یہاں تک کہ مجھے مٹی میں دفن کر دیا جائے۔"

فا صدع بأ مرک لاعلیک غضاضة ☆ وافرح وقر بذاک منک عیونا

"اپنی بات علی الاعلان کہیے، آپ پر کوئی عیب نہیں، خوش رہیے اور اس سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی کیجئے۔"

ولقد علمت بان دین محمد ☆ من خیر أدیان البریة دیناً

"اور میں جان چکا ہوں کہ محمد [ﷺ] کا دین دنیا کے تمام دینوں میں سب سے بہتر دین ہے۔"

لولا الملامة او حذارِ مسبة ☆ لو جدتني سمحاً بذاک مبینا

"اگر مجھے ملامت اور لوگوں کی گالیوں کا خوف نہ ہوتا، تو آپ مجھے کھلم کھلا اس دین کا تابع پاتے۔"

[قابل غور مقام ہے کہ] پھر ابوطالب میں کیا کمی رہی [کہ وہ مسلمان نہ کہلائے]؟

جو کمی رہی وہ صرف اتباع اور خودسپردگی کی رہی۔

بعض مستشرقین [1] کا بھی یہی حال ہے کہ وہ اسلام کو پسند کرتے ہیں، اسکی سچائی کا یقین رکھتے ہیں، اور اسکا اعتراف بھی کرتے ہیں [اسکے باوجود وہ مسلمان نہیں کہلاسکتے کیونکہ انہوں نے تابعداری قبول نہیں کی] دوسری طرف بعض مسلمانوں کو دیکھیں گے کہ وہ مستشرقین سے بڑے خوش ہوتے ہیں، اور انکے مدح سرا نظر آتے ہیں اور انھیں حقیقت پسندی سے موصوف کرتے ہیں، لیکن انکی طرف سے دین کی پسندیدگی، یقین اور اعتراف نجات کیلئے کافی نہیں ہے بلکہ انقیاد اور تابع فرمان ہونا ضروری ہے۔

عدم انقیاد کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی کی نازل کردہ شریعت کو چھوڑ دیا جائے اور اسکے بدلے خودساختہ قوانین پر عمل کیا جائے، مثلا فرانسیسی قانون، انگریزی قانون یا سویسری قانون کو اپنالیا جائے۔

۵ - الصدق : الصدق سے مراد اللہ تعالی کے ساتھ سچائی ہے، کہ وہ اپنے ایمان میں اور اپنے عقیدے میں سچا ہو۔ اور جب یہ چیز پائی جائیگی تو جو کچھ کتاب اللہ [قرآن مجید] اور سنت نبوی [حدیث شریف] میں موجود ہے وہ ہر چیز کی تصدیق کریگا، چنانچہ صدق ہی قول کے [قبولیت کی] اُساس ہے۔

صدق کی ایک صورت یہ ہے کہ اپنے دعوت وتبلیغ میں سچا ہو، اطاعت الٰہی ۔ اللہ

---

[1] یورپ میں جو علماء مشرق کی تاریخ اور مشرقی علوم وتہذیب سے شغف رکھتے ہیں اور ان کے متعلق مباحث ونظریات قائم کرتے ہیں انکو مستشرق کہتے ہیں، ان میں سے بعض اگرچہ حقیقتا حذاقت ومہارت رکھتے ہیں، مگر اکثر محض ظنی اور تخمینی بلکہ من گھڑت نظریئے قائم کرکے مشرق سے یا تعصب کا ثبوت دیتے ہیں یا اپنی کم مائگی علم کا۔
حاشیہ قصص القرآن ۱۳۴/۱

تعالی کی مقرر کردہ حدود کی حفاظت میں کوشاں رہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:﴿ یا أیها الذین آمنوا اتقوا الله و کونوا مع الصادقین ﴾ التوبہ:١١٩

''اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔''

صحابۂ کرام کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه ﴾ الاحزاب :٢٣

''مومنوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے جو عہد اللہ تعالی سے کیا تھا اسے سچ کر دکھایا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿ والذی جاء بالصدق وصدق به ﴾ الزمر:٣٣

''اور جو سچے دین کو لائے اور جس نے اسکی تصدیق کی [یہی لوگ متقی ہیں]۔''

صحیح حدیث میں بھی قبولیت ایمان کیلئے ''صدق'' کی شرط رکھی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:[من قال لا اِله اِلا الله صادقا من قلبه دخل الجنة][1]

''جس نے سچے دل سے **''لا إله إلا الله''** کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

''صدق'' کے منافی ''کذب'' ہے، یعنی اگر بندہ اپنے ایمان میں جھوٹا ہے تو مومن نہیں شمار ہوگا بلکہ منافق ہے، خواہ وہ زبان سے کلمۂ شہادت ادا کرتا ہو، اسکا حال اس کافر سے بھی برا ہے جو اپنے کفر پر علی الاعلان قائم ہے، اگر ایک آدمی زبان سے کلمۂ شہادت ادا کر رہا ہو اور دل سے اسکے تقاضوں کا انکاری ہو تو اس قسم کی گواہی اسے نجات نہ دے گی بلکہ اسکا شمار منافقین میں ہے جن کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ: ﴿نشهد أنك رسول الله﴾ المنافقون:١

''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔''

---

[1] مسند احمد ١٦/٤ عن رفاعة الجہنی۔

اسکے بعد اللہ تعالی نے انکے اس دعوے کی تردید ان الفاظ میں کی: ﴿ واللہ یعلم انك لرسوله والله یشهد ان المنافقین لکاذبون ﴾ المنافقون:١

''اور اللہ جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دے رہا ہے کہ منافقین [دعوائے ایمان میں] جھوٹے ہیں۔''

اسی قسم کے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالی نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے:

﴿ومن الناس من یقول آمنا بالله وبالیوم الاخر وماهم بمؤمنین ﴾ البقرة:٨

''اور لوگوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو دعوی کرتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے ہیں، حالانکہ وہ لوگ مومن نہیں ہیں۔''

ایک اور جگہ ہے: ﴿ ومن الناس من یعجبك قوله فی الحیاة الدنیا ویشهد الله علی مافي قلبه وهو ألد الخصام ﴾ البقرة :٢٠٤

''اور بعض لوگوں کی دنیاوی غرض کی باتیں آپ کو خوش کردیتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے، حالانکہ وہ زبردست جھگڑالو ہے۔''

اس موضوع پر بہت سے دلائل ہیں جو سورۂ بقرہ کے شروع اور سورۂ التوبہ وغیرہ میں تفصیل سے موجود ہیں۔ اسلئے اگر انسان کے اعمال واعتقادات صحیح عقیدہ پر مبنی ہوں تو ایمان بھی صحیح سالم اور مضبوط ہوگا۔ نتیجۂ باذن اللہ اسکا عمل بھی مقبول ہوگا، ورنہ نہیں، اس صدق میں لوگوں کے درجات بہت مختلف ہوتے ہیں۔[1]

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت یا آپ کی تعلیمات میں سے کسی

[1] مثلا تصدیق میں انبیاء علیہم السلام کا مقام اور لوگوں کے مقام سے بہت بلند ہوتا ہے، کیونکہ ایمانیات سے متعلق انھیں بسا اوقات عین الیقین حاصل ہوتا ہے، اسکے بعد صدیقین اور صحابہ کا جو مقام صدق میں ہوتا ہے وہ عام لوگوں کے مقابلہ میں بہت بلند ہوتا ہے، وعلی ھذا القیاس۔

ایک کا انکار شہادت برحق کے باب میں تکذیب شمار ہوگی، کیونکہ اللہ تعالی نے ہمیں آپ کی اطاعت وتصدیق کا حکم دیا ہے اور آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ منسلک کیا ہے۔

بعض لوگوں پر یقین وتصدیق کا فرق واضح نہیں ہوتا [اور اسمیں فرق نہیں کر پاتے] اسلئے اسکی تھوڑی سی وضاحت ہم کرتے ہے کہ یقین تصدیق سے عام ہے، ہر یقین کرنے والا تصدیق کرنے والا ہوتا ہے لیکن ہر تصدیق کرنے والا یقین کرنے والا نہیں ہوتا جیسا کہ علمائے اصول کہتے ہیں کہ ان دونوں میں عام وخاص کا تعلق ہے، یقین کا مرحلہ تصدیق کے مرحلہ کے بعد ہی ہوگا۔

٦-الاخلاص : شرک کی تمام شکلوں سے اپنے آپ کو بچانے اور نیک اعمال کو خالص نیت سے کرنے کا نام اخلاص ہے، اسکی شکل یہ ہے کہ تمام اقوال وافعال جو بندے سے صادر ہوں خالص اللہ کی رضا کیلئے اور اسکی مرضی کے موافق ہوں، اسمیں ریاکاری اور نمود کا کوئی شائبہ تک نہ ہو، اور دنیاوی فائدے کا ارادہ، شخصی مفاد، ظاہری وباطنی خواہش کیلئے نہ ہو، یا کسی کی شخصیت، کسی مذہب، یا کسی دنیاوی مقصد کے حصول کی محبت اس عمل کے پیچھے نہ ہو، یا کسی پارٹی وجماعت کی تابعداری میں بغیر کسی شرعی دلیل کے لگ جائے۔ اسی طرح اللہ کے دین کی دعوت وتبلیغ میں بھی اخلاص بہت اہم ہے کہ اپنی دعوت کو مال حاصل کرنیکا ذریعہ یا غیر اللہ کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ نہ بنائے، اسی طرح اس دعوت وتبلیغ سے اسکا مقصد کسی منصب کا حصول یا قرب سلطانی نہ ہو، بلکہ ضروری ہے کہ دعوت میں اسکا مقصد اللہ کی رضا اور دار آخرت کا حصول ہو، اپنے دل سے کسی مخلوق کی طرف سے کسی قسم کے بدلے یا شکریئے کا طالب نہ ہو۔

قرآن وحدیث میں وارد نصوص اخلاص کے ذکر، اسکی ترغیب اور اسکے برعکس یعنی ریا ونمود سے ترھیب وتحذیر سے پر ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ ألا لله الدين الخالص ﴾ الزمر :٣

''خبردار ! اللہ تعالی ہی کیلئے خالص عبادت کرنا ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿ وما أمروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين ﴾ البینۃ :٥

''انھیں اسکے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کیلئے دین کو خالص رکھیں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿ قل الله اعبد مخلصاً له ديني ﴾ الزمر:١٤

''کہہ دیجئے کہ میں تو خالص کر کے صرف اپنے رب ہی کی عبادت کرتا ہوں۔''

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا :

[أسعد الناس بشفاعتي يوم القيامة من قال لا اِله اِلا الله خالصا من قلبه][1]

''قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار وہ شخص ہوگا جو دل کے اخلاص سے ''**لا اله الا الله**'' کہے۔''

صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عتبان بن مالک ؓ کی روایت میں ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:[فان الله قد حرم على النار من قال لا اِله اِلا الله يبتغي بذلک وجه الله][2]

---

[1] صحیح البخاری:٩٩ العلم، مسند احمد٢/٣٧٢

[2] صحیح البخاری:٤٢٥ الصلاۃ باب ٤٦ ـ صحیح مسلم١/٤١٢ کتاب الصلاۃ ،مع شرحه منة المنعم ـ

'' چنانچہ اللہ تعالی نے جہنم کو اس شخص پر حرام کردیا ہے جو اللہ تعالی کی رضا جوئی کیلئے ''**لا الہ الا اللہ**'' کہتا ہے۔''

اسی ضمن میں اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع میں اخلاص داخل ہے کہ آپکی سنت اورآپ کے فیصلے پر کفایت کیا جائے، نیز بدعت ومخالفات کوترک کیا جائے، آپ کی شریعت کے خلاف فیصلے کے نفاذ، عادات اورلوگوں کے بنائے ہوئے قانون کو چھوڑ دیا جائے، اگر خودساختہ قوانین سے راضی رہا اور انکے مطابق عمل کیا تو مخلصین میں داخل نہ ہوگا۔

اخلاص کے برعکس شرک، ریاونمود اور غیر اللہ کی مرضی کا طلب کرنا ہے، اگر بندے نے اصل اخلاص ہی چھوڑ دیا تو کلمہ شہادت اسے نفع نہ دے گا۔

ارشاد باری تعالی ہے : ﴿ وقدمنا الى ما عملوا من عمل فجعلناه هباء منثورا ﴾ الفرقان :۲۳

''اورانھوں نے جو اعمال کئے تھے ہم نے انکی طرف بڑھ کرانھیں پراگندہ ذوروں کی طرح کردیا۔''

اس صورت میں اسکے لئے کوئی بھی عمل جو وہ کررہا ہے مفید نہ ہوگا کیونکہ وہاں سے بنیاد ہی مفقود ہے ۔

ارشاد باری تعالی ہے :﴿ ان الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد افترى اثماً عظيما﴾

النساء:۴۸

''یقینا اللہ تعالی اپنے ساتھ شریک کئے جانے کونہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالی کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔''

حضرت ابو ہریرۃ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی فرماتا ہے کہ [أنا أغنى الشركاء عن الشرك من عمل عملا أشرك فيه غيري تركته وشركه][1]

''شرک سے متعلق تمام شرکاء کے مقابلے میں میں سب سے زیادہ بے نیاز ہوں، جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کیا تو میں اسے اور اسکے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔''

اور کسی عمل سے اخلاص ختم ہو گیا تو اس کام کے اجر و ثواب کو بھی ختم کر دیگا۔[2]

۷-محبت : یعنی اس عظیم کلمہ سے محبت اور ان امور سے محبت جن پر یہ کلمہ دلالت کرتا ہے اور انکا مقتضی ہے، چنانچہ اللہ سے محبت کرے، اسکے رسول سے محبت کرے اور ان کی محبت کو تمام چیزوں کی محبت پر فوقیت دے، اور محبت کے شرائط اور تقاضوں کو پورا کرے، چنانچہ جو محبت اللہ سے ہو وہ اجلال و تعظیم اور خوف ورجاء پر مشتمل ہو۔ اسی طرح ان جگہوں سے بھی محبت کرے جن سے اللہ تعالی محبت رکھتا ہے، جیسے مکہ مکرمہ، مدینہ منورۃ اور عام مساجد، اسی طرح ان ایام سے بھی محبت کرے جن سے اللہ تعالی محبت رکھتا ہے، جیسے رمضان المبارک اور عشرہ ذی الحجہ وغیرہ، اور ان اشخاص سے بھی محبت کرے جن سے اللہ تعالی محبت رکھتا ہے، جیسے انبیاء ورسل، فرشتے، صدیقین، شہداء اور صالحین وغیرہ، اور ان اعمال سے بھی محبت کرے جن سے اللہ تعالی محبت کرتا ہے، جیسے نماز، روزہ، زکاۃ اور حج، اور ایسے اقوال سے بھی محبت

---

[1] صحیح مسلم: ۳۹۸۵۔ الرقاق: ۱۴۔

[2] نہ صرف اجر و ثواب ختم ہو جائیگا بلکہ حسب جرم اسے اللہ کی عدالت سے سزا بھی ملے گی جس کی ادنی شکل نیکی سے محرومی اور آخری شکل ایمان سے محرومی ہے۔

کرے جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، جیسے ذکر واذکار اور تلاوت قران حکیم۔

اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں یہ بھی داخل ہے کہ اللہ کی پسندیدہ چیزوں کونفس کی محبوب، پسندیدہ اور اسکی خواہشات پر مقدم رکھے، کیونکہ جہنم کو شہوات اور جنت کو مکارہ [ناپسندیدہ اشیاء] سے گھیر دیا گیا ہے۔

اللہ کی محبت میں یہ بھی داخل ہے کہ جو چیزیں اللہ کو ناپسند ہیں انھیں ناپسند رکھے مثلاً کفار کو ناپسند کرے، ان سے بغض اور دشمنی رکھے، کفر وفسق اور نافرمانی کے کاموں کو ناپسند کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یاأیها الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یأتی الله بقوم یحبهم ویحبونه أذلة علی المؤمنین أعزة علی الکافرین یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون لومة لائم﴾ المائدة: ۵۴

''اے ایمان والوں! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی، وہ نرم دل ہونگے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہونگے کافروں پر، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الآخر یوادون من حاد الله ورسوله ولو کانوا آباءهم أو أبناءهم أو إخوانهم أو عشیرتهم﴾ الآیه المجادلة: ۲۲

''اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پاؤ گے گو وہ انکے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی

یا انکے کنبہ قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔"

سورۃ التوبۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿قل ان كان آباؤكم وأبنائكم وإخوانكم وأزواجكم وعشيرتكم وأموال اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومساكن ترضونها أحب اليكم من الله ورسوله وجهاد في سبيله فتربصوا حتى يأتي الله بأمره والله لا يهدي القوم الفاسقين﴾ التوبۃ:۲۴

"آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمھارے باپ اور تمھارے لڑکے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارے کنبے قبیلے اور تمھارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمھیں اللہ سے اور اسکے رسول سے اور اسکی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے :[ثلاث من كن فيه وجد بهن حلاوة الايمان ، أن يكون الله ورسوله أحب اليه مماسواهما] الحدیث [1]

"تین چیزیں جسکے اندر پائی جائیں گی وہ انکی وجہ سے ایمان کی لذت پائے گا [ان میں پہلی چیز کا ذکر آپ نے فرمایا کہ] اللہ اور اسکا رسول اسکے نزدیک ساری کائنات سے زیادہ محبوب ہوں۔"

اس محبت کی ظاہری نشانی شریعت الٰہی کی پابندی اور محمد ﷺ کی تابعداری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:﴿ قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم ﴾ آل عمران :۳۱

"اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا اور تمھارے گناہ معاف فرما دیگا۔"

[1] صحیح البخاری:۱۶ الایمان۔

''محبت'' کے ضد اس کلمہ ''**لا الہ الا اللہ**'' اور اسکے تقاضوں کو ناپسند کرنا، یا اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو محبوب رکھنا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ ذلك بأنهم كرهوا ما أنزل الله فأحبط أعمالهم ﴾ محمد:۹

''یہ اسلئے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز کو ناپسند کئے، تو اللہ نے بھی انکے اعمال ضائع کر دیئے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿ ومن الناس من يتخذ من دون الله اندادا يحبونهم كحب الله والذين آمنوا أشد حباً لله ولو يرى الذين ظلموا اذ يرون العذاب أن القوة لله جميعا وأن الله شديد العذاب ﴾ البقرة :١٦٥

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں، کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر جان لیں گے کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ تعالی سخت عذاب دینے والا ہے [تو ہرگز شرک نہ کرتے]''

جن لوگوں کا ذکر اس آیت میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے ایک تفسیر کے مطابق یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ سے تو محبت کرتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ اللہ کی طرح دوسروں سے بھی محبت کرتے ہیں، باوجود اسکے اللہ تعالی نے انھیں ظالم قرار دیا ہے۔ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے جسکی دلیل خود اللہ تعالی کا فرمان اس آیت کے بعد والی آیت میں ہے:

﴿ وما هم بخارجين من النار ﴾ البقرة:١٦٧

''اور وہ لوگ جہنم سے نکلنے والے نہیں ہیں۔''

پھر جب یہ ان لوگوں کا معاملہ ہے جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اسی طرح غیر اللہ

سے بھی محبت کرتے ہیں تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو غیر اللہ سے اللہ کے مقابلے میں زیادہ محبت رکھتے ہیں اور انکا کیا حال ہوگا جو غیر اللہ سے محبت رکھتے اور اللہ سبحانہ وتعالی سے نفرت اور لڑائی کرتے ہیں۔

اسی طرح محبت کے منافی امور میں اللہ کے رسول ﷺ سے بغض بھی داخل ہے اور دشمنانِ اسلام یہود ونصاری اور دوسرے تمام کفار ومشرکین سے دوستی بھی اسی میں داخل ہے، نیز اس محبت کے منافی امور میں اللہ کے ولیوں سے دشمنی بھی شامل ہے۔

اور اس محبت کے کمال کے منافی گناہ اور نافرمانی کے کام ہیں۔

اللہ تعالی سے ہم دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی محبت سے نوازے اور ایسے لوگوں کی محبت سے نوازے جن سے اللہ تعالی محبت کرتا ہے اور ایسے عمل سے محبت کی توفیق بخشے جو ہمیں اسکی محبت کا حقدار بنادے۔

انہ علی ذلک قدیر وبالاجابۃ جدیر۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

اس کلمہ مبارکہ کی نتائج وثمرات

وضاحت ازمترجم :اس مبارک کلمہ کے اقراراوراسکے شرائط کوعملا پورا کرنے کے بعد انسانی زندگی پر اسکے متعدد نتائج ظاہر ہوتے ہیں، زیر ترجمہ کتابچہ میں یہ موضوع نہیں تھا، اسلئے افادۂ عامہ کیلئے اختصار کے ساتھ چند نتائج وفوائد کا ذکر کیا جاتا ہے، ان نتائج کا انتخاب راقم سطور نے فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح الفوزان کے رسالۃ "معنی لا اله الا الله و مقتضاها و آثارها فی الفرد والمجتمع" سے کیا ہے۔

۱- مسلمانوں کا باھمی اتفاق واتحاد اور اسکے نتیجے میں دشمنوں کے مقابلے میں کامیابی وکامرانی .

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کی زندگیاں اس کا بین اور نا قابل تردید ثبوت ہے، خصوصا انصار جو نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل [جنکے دونوں قبیلے اوس وخزرج] نہ ختم ہونے والی لڑائی میں الجھے ہوئے تھے اوراس سے چھٹکارا لینے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی، آخروہ کون سی طاقت تھی، یاوہ کس کلمہ کی برکت تھی جس نے دونوں کوملا کر شیر وشکر کردیا؟ جواب اسکے علاوہ اور کوئی نہیں ہوسکتا کہ وہ کلمۂ توحید ہی ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالی نے ایک سے زائد جگہ اسکا ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے کہ : ﴿واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا واذكروا نعمت الله عليكم اذ كنتم اعداء فألف بين قلوبكم فأصبحتم بنعمته اخوانا﴾ الآیہ آل عمران:۱۰۳

"اللہ کی رسی کوسب ملکر مضبوط تھام لواور پھوٹ نہ ڈالواوراللہ تعالی کی اس وقت کی نعمت کو یاد کروجب تم ایک دوسرے کے دشمن تھےتو اس نے تمھارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اس

کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿ هو الذى أيدك بنصره وبالمؤمنين وألف بين قلوبهم لو أنفقت مافى الارض جميعا ما الفت بين قلوبهم ولكن الله ألف بينهم انه عزيز حكيم ﴾ الانفال ۶۲، ۶۳

"اسی نے اپنی مدد اور مومنوں سے تیری تائید کی ہے، ان کے دلوں میں باہمی الفت بھی اسی نے ڈالی ہے، زمین میں جو کچھ ہے تو اگر سارا کا سارا بھی خرچ کر ڈالتا تو بھی انکے دلوں کو آپس میں نہ ملا سکتا، یہ تو اللہ ہی نے ان میں الفت ڈالی ہے، وہ غالب حکمتوں والا ہے۔"

برخلاف اسکے اگر اس مبارک کلمۂ " **لا الٰه الا الله** " کے مقتضا کو پورا نہ کیا گیا تو عقائد میں اختلاف پیدا ہوگا، جسکا نتیجہ امت مسلمہ میں تفرق وتحزب کی شکل میں ظاہر ہوگا، جیسا کہ تاریخ کے اوراق اسکے شاہد ہیں، اسی لئے اللہ تعالی نے گروپ بندی اور فرقہ بندی کی سخت مذمت کی ہے۔

ارشاد ہے: ﴿ ان الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعاً لست منهم في شيئ ﴾ الانعام :۱۵۹

"بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

۲۔ معاشرۃ میں امن وامان کا دور دورہ۔

جو معاشرہ اس مبارک کلمہ اور اسکے شرائط، تقاضوں اور مطالب سے جسقدر دور ہے اسمیں بدامنی، قتل وغارتگری اور ظلم اتنا ہی زیادہ ہے، جسکی مثال ماضی بعید میں بھی دیکھی جاسکتی ہے اور حال میں اسکا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، اس کلمہ کے اقرار سے پہلے عرب کی حالت کیا تھی؟ وہ تاریخ داں حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے اور جب اس

ان پڑھ، اجڈ اور آزاد خیال معاشرے نے اس کلمہ کا اقرار کرلیا اور عملاً اسکے تقاضے پورا کرنے لگا تو اس میں ایسا معجز نما تغیر پیدا ہوا کہ انسانی عقل حیران ہے۔

﴿محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم﴾ الآيہ الفتح : ۲۹

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں۔''

اس کا سب سے واضح ثبوت تاریخ یہ پیش کرتی ہے کہ جب ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو کبارِ صحابہ نے انکی مدد کیلئے اپنا ہاتھ بڑھایا،

حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بیت المال کی ذمہ داری مجھے دے دی جائے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''قضاء'' کا منصب قبول کیا، لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سال بھر اس حال میں گذارے کہ انکے پاس کوئی بھی مقدمہ نہیں پیش ہوا۔[1]

۳۔ اطمینان قلب :

بعینہ اسی طرح جو شخص اس کلمے کے شرائط و مطالبات کو جسقدر اچھائی سے ادا کرتا ہے وہ دلی طور پر اتنا ہی مطمئن رہتا ہے، اور جو اس کلمے کی حقیقت سے جسقدر دور ہے وہ اس دنیا میں اتنا ہی پریشان ہے، یہ مسئلہ اسقدر ظاہر ہے کہ کسی دلیل کا محتاج نہیں، عصر حاضر میں جبکہ دنیا ایک گاؤں کے مانند ہوگئی ہے، ہر دیدۂ عبرت نگاہ والا شخص کھلی آنکھوں سے اسکا مشاہدہ کر رہا ہے، بہت سی بڑی شخصیات جو اسلام سے دور تھیں خواہ عقائد کے طور پر یا صرف عمل کے طور پر، جب انھیں اس کلمہ اور اسکے حقیقی مفہوم کی نعمت سے آگاہی ہوئی تو انکے دل کا اطمینان بھی لوٹ آیا۔ ذرا سوچیں غربت

---

[1] اخبار القضاۃ لوکیع ۱/۱۰۴۔ تاریخ الطبری ۳/۴۲۶۔

وپریشانی ایک طرف رہی جو معاشرہ کسی بھی حد تک اس کلمے کو اپنائے ہوئے ہے اسمیں نفسیاتی امراض اور اسکے نتیجے میں خودکشی کم اور بہت کم پائی جاتی ہے اور جب صحابہ اور انکے بعد کے مسلمانوں کی زندگی دیکھی جاتی ہے تو عقل انسانی محوِ حیرت نظر آتی ہے، سچ ہے:

فقیری میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے ☆ کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا۔

اقبال

۴۔ زمین کی خلافت وسیادت :

اس مبارک کلمے کے مطالبات وتقاضے پورا کرنے کا ایک بڑا اثر یہ ہے کہ اس کلمہ کے مطابق عمل کرنے والوں سے اللہ تعالی یہ وعدہ کرتا ہے کہ انھیں دنیا کی خلافت وسیادت عطا فرمائے گا۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وعد الله الذين آمنو منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم أمنا يعبدونني لا يشركون بي شيئا ومن كفر بعد ذلك فأولئك هم الفاسقون﴾ النور:۵۵

”تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے ہیں اللہ تعالی وعدہ فرما چکا ہے کہ انھیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً انکے لئے انکے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کرکے جما دیگا جسے انکے لئے وہ پسند فرما چکا ہے اور انکے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دیگا، وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔“

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے چچا کو مخاطب کر کے قریش کو یہ پیغام دیا تھا :[**یـا عـم أريـدهـم على كلمة واحدة تدين لهم العرب وتؤدي العجم اليهم الجزية**]

"اے چچا ! میں ان سے صرف ایک کلمہ [کے اقرار اور اسکے مقتضا کے مطابق عمل] کا سوال کرتا ہوں کہ اگر اسے قبول کرلیں تو عرب انکے تابع ہو جائیں گے اور عجم انھیں جزیہ دینا قبول کریں گے۔"

لوگوں نے کہا کہ وہ کونسا کلمہ ہے جسمیں یہ قوت پائی جاتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا وہ کلمہ" **لا اله الا الله**" ہے۔ [1]

اور تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ جب تک مسلمان اس کلمہ اور اسکے مطالبات پر صحیح طور پر قائم رہے ہیں دنیا کی سیادت وقیادت انھیں کے ہاتھوں میں رہی ہے اور جیسے جیسے عقیدۃً وعملاً اس کلمے سے دوری ہوتی گئی، اسی نسبت سے دنیا بھی ان سے چھوٹتی گئی، حتی کہ حاکم سے محکوم بن گئے، اور آج یہ حال ہے کہ: ﴿أفلا يرون أنا نأتي الارض ننقصها من أطرافها أفهم الغالبون﴾ الانبیاء:۴۴

"کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو انکے کناروں سے گھٹاتے چلے آرہے ہیں، اب کیا وہی غالب ہیں۔"

۵۔ جان ومال کی حفاظت :

یہ کلمہ پڑھنے والا معنوی اور مادی دونوں طور پر اپنے جان ومال کی حفاظت کا پروانہ لے لیتا ہے۔

---

[1] سنن الترمذی: ۳۲۳۲ التفسیر باب ۳۹، مسند احمد ۱/۲۲۷، مستدرک الحاکم ۴۳۲/۳ بروایت ابن عباس، علامہ احمد شاکر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

پہلے سے مسلمانوں سے اسکی دشمن ومخالفت سخت سے سخت کیوں نہ ہو، وہ مسلمانوں کے قتل کے درپے ہی کیوں نہ ہو، لیکن جب اس کلمہ کو پڑھ لیتا ہے اور اسکے شرائط کو پورا کرتا ہے تو اسکا مال وجان مسلمانوں پر حرام ہوجاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:[أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله وان محمدا رسول الله ويقيموا الصلاة ويؤتوا الزكاة فاذا فعلوا ذلك عصموا منى دمائهم وأموالهم الا بحق الاسلام] [1]

''مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں حتی کہ لوگ '' **لا إله إلا الله** ''اور'' **محمدا رسول الله** '' کی گواہی دیں، نماز پڑھیں اور زکاۃ دیں، جب ایسا کرلیا تو اپنے مال اور خون کو ہم سے محفوظ کرلیا، الا یہ کہ کوئی اسلامی حق ہو۔''

حتی کہ جنگ کے میدان میں اگر کسی کافر پر کسی مسلمان کو غلبہ حاصل ہوتا ہے جسے قتل کردینے کا اسے نہ صرف اختیار حاصل ہے بلکہ کارِ ثواب ہے، لیکن ایسے موقعہ پر اگر وہ کافر ''**لا إله إلا الله**'' کا اقرار کرلیتا ہے تو اسکا قتل جائز نہیں ہے، بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے شخص کے قتل پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے، چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید کی سرگردگی میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو قبیلۂ جہینہ کے ایک گروہ کی سرکوبی کیلئے بھیجا، دشمنوں کا ایک آدمی جس مسلمان کو پاتا قتل کردیتا، حضرت اسامہ ؓ سے جب اسکی مڈبھیڑ ہوئی اور حضرت اسامہ ؓ اسے قتل کردینے پر قادر ہوئے تو اس نے ''**لا إله إلا الله**'' کہہ دیا لیکن حضرت اسامہ ؓ نے اسے قتل کردیا پھر جب واپس ہوئے اور اللہ کے رسول ﷺ

---

[1] صحیح البخاری :۲۵ الایمان وصحیح مسلم :۲۲۰ الایمان، بروایت ابن عمر۔

کواسکی اطلاع ملی تو آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اورعرض کیا کہ اے اسامہ! تم نے اسے کیوں قتل کر دیا؟ حضرت اسامہ ؓ نے حقیقت بیان کی اور کہا کہ اس نے فلان فلان کو قتل کیا لیکن جب میں اسکے قریب پہنچا تو اس نے اپنی جان بچانے کیلئے "**لا الــه الا الـلــه**" کہہ دیا۔ آپ نے عرض کیا: اے اسامہ تم نے اسے "**لا اله الا الله**" کہنے کے بعد قتل کیا ہے، اس وقت تم کیا جواب دو گے جب قیامت کے دن "**لا اله الا الله**" تمھارے خلاف ہو کر آئے گا۔ [1]

اب آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ ہمیں اس کلمے کو سمجھنے اور شرائط وارکان کے ساتھ اسکے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق بخشے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کے راستے پر چلنے سے محفوظ رکھے۔

والحمد للہ بنعمتہ تتم الصالحات
وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وبارک وسلم۔

آمین۔

---

[1] دیکھئے صحیح مسلم:۹۶الایمان باب ۴۲

اسلام کے منافی امور

ہر مسلمان بھائی کو یہ بات جاننی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے تمام بندوں پر یہ واجب قرار دیا گیا ہے کہ وہ دین اسلام کو اپنائیں اور مضبوطی سے اس پر قائم رہیں، اور اس کی مخالف چیزوں سے ڈرتے اور ان سے بچتے رہیں، اسی بات کی دعوت دینے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ جس نے آپ ﷺ کی پیروی کی وہ ہدایت یافتہ ہے اور جس نے اس سے منہ موڑا وہ گمراہ ہوا، بہت سی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ارتداد کی طرف لیجانے والی چیزوں اور شرک وکفر کی دیگر قسموں سے آگاہ فرمایا ہے، علماء کرام نے مرتد کے احکام کے ضمن میں بتایا ہے کہ اسلام کی ضد اور منافی بہت سے ایسے امور ہیں جس کا ارتکاب کر کے ایک مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کے جان ومال کی حرمت ختم ہو جاتی ہے، ان منافی اسلام امور میں دس بہت زیادہ خطرناک اور کثیر الوقوع ہیں، میں یہاں انکو مختصراً معمولی توضیحات کے ساتھ بیان کرتا ہوں، تاکہ تم خود بھی ان سے بچتے رہو اور دوسروں کو بھی ان سے ڈراتے رہو، اللہ تعالیٰ ان کے ارتکاب سے ہمیں اپنی حفاظت اور امان میں رکھے۔

۱- اسلام کی منافی دس چیزوں میں پہلی چیز اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشآء﴾ النساء:۴۸

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کونہیں بخشتا اوراس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ ومأواہ النار وما للظالمین من أنصار﴾ المائدۃ:۷۲

''یقین مانو کہ جوشخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی ہے اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور گنہگاروں کی مدد مدد کرنیوالا کوئی نہیں ہوگا۔''

مردوں سے دعائیں مانگنا، انکی دہائی دینا، اُن کیلئے نذریں ماننا اورقربانی پیش کرنا اس شرک میں داخل ہے۔

۲- جوشخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کسی کو وسیلہ سمجھ کر پکارے، اسے شفارش کا طلبگار ہو اوراس پر کسی قسم کا توکل وبھروسہ کرے تو وہ بالاجماع کافر ہوگیا۔

۳- جس نے مشرکوں کو کافر نہیں سمجھا، یا ان کے کافر ہونے میں شک کیا، یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھا تو وہ شخص کافر ہے۔

۴- جس نے یہ سمجھا کہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور کا طریقۂ زندگی زیادہ مکمل اور جامع ہے، یا عقیدہ رکھا کہ نبی کریم ﷺ کے طریقۂ حکمرانی سے بہتر اور کوئی طریقۂ حکمرانی ہے تو وہ کافر ہے، مثلاً وہ لوگ جو طاغوتی نظام حکومت کو رسول اللہ ﷺ کے پیش کردہ طریقۂ حکمرانی پر ترجیح دیتے ہیں۔

۵- جس نے نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی کسی چیز کو ناپسند کیا، خواہ اس پر وہ عمل ہی کیوں نہ کرتا ہو وہ شخص کافر ہوگیا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ذلک بأنهم كرهوا ما أنزل الله فأحبط أعمالهم﴾ محمد:۹

''یہ اسلئے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز سے ناخوش ہوئے پس اللہ تعالیٰ نے بھی اُن کے اعمال ضائع کردیئے۔''

۶- جو شخص شریعت محمدیہ میں سے کسی بھی ایک حکم یا اس کے ثواب وعقاب کا مزاق اڑائے تو وہ شخص بھی کافر ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿قل أبالله و آياته ورسوله كنتم تستهزون لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم﴾ التوبۃ:۶۵-۶۶

''اَے نبی، آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم لوگ اللہ، اس کی آیتوں اور اس کے رسول کا مذاق اُڑایا کرتے تھے؟! اب بہانے مت بناؤ تم لوگ تو ایمان کے بعد کافر ہوگئے۔''

۷- جادو، اپنی مختلف قسموں اور نوعیّتوں کیساتھ، مثلاً صرف [۱] اور عطف [۲] وغیرہ، لہذا جس نے جادو کیا یا اس سے رضا مند ہوا، وہ کفر کا مرتکب ہوگیا، اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿وما يعلمان من أحد حتىٰ يقولا انما نحن فتنة فلا تكفر﴾ البقرۃ:۱۰۲

''وہ دونوں فرشتے جب بھی کسی کو تعلیم دیتے تھے تو پہلے صاف طور پر متنبہ کردیا کرتے تھے کہ دیکھ ہم محض ایک آزمائش ہیں، تو کفر میں مبتلا نہ ہو۔''

۸- مسلمانوں کے خلاف مشرکوں سے تعاون کرنا اور ان کو مدد بہم پہنچانا، اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿ومن يتولهم منكم فانه منهم ان الله لا يهدى القوم الظالمين﴾ المائدۃ:۵۱

''اور اگر تم میں سے کوئی انکو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی انہی میں ہے، یقیناً اللہ ظالموں کو

---

[۱] صرف وہ جادو ہے جس کے ذریعہ انسان کو اسکی پسندیدہ اور محبوب چیز سے متنفر کیا جاتا ہے، مثلاً شوہر کے دل میں بیوی کی محبت کی جگہ بغض اور نفرت پیدا کرنا۔

[۲] عطف اس عمل سحر کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ شیطانی طریقوں سے آدمی کو اس کا ناپسند چیز کی طرف مائل کردیا کاتا ہے۔

اپنی رہنمائی سے محروم کردیتا ہے۔"

۹- جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ بعض افراد کو شریعتِ محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر عمل نہ کرنے کی اجازت ہے، ایسا شخص بھی کافر ہے ،اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بنیاد پر کہ: ﴿ومن يتبع غير الاسلام ديناً فلن يقبل منه وهو في الآخرة من الخاسرين﴾ آل عمران ۸۵

"جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا جائیگا اور آخرت میں وہ نا کام و نامراد رہیگا۔"

۱۰- دینِ الٰہی سے اعراض کرنا وہ اس طرح کہ آدمی نہ اس دین کو سیکھتا ہوا ورنہ اس پر عمل کرتا ہو، اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے :﴿ومن أظلم ممن ذكر بآيات ربه ثم أعرض عنها ، انا من المجرمين منتقمون﴾ السجدۃ:۲۲

"اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جسے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے وعظ کیا گیا پھر بھی اس نے منہ پھیر لیا یقین مانو کہ ہم بھی ایسے مجرموں سے انتقام لے کر رہیں گے۔"

مندرجہ بالا تمام نواقض الاسلام میں سنجیدگی، مذاقیہ اور کسی ڈر کی وجہ سے گرفتار انسان برابر کے شریک ہیں، البتہ مکرہ (مجبور) شخص اس سے مستثنیٰ ہے، یہ سب امور انتہائی خطرناک ہیں، پھر بھی بسا اوقات لوگ ان کا ارتکاب کر بیٹھے ہیں لہذا ہر مسلمان کو اپنے اپنے حق میں ان چیزوں سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیئے۔

چوتھی قسم میں وہ شخص داخل ہے جس نے یہ سمجھا کہ انسان کے خود ساختہ نظام اور قوانین شریعتِ اسلامی سے بہتر ہیں، یا یہ عقیدہ رکھا کہ اسلامی شریعت اس بیسویں صدی کیلئے موزون نہیں ہے، یا اسکو مسلمانوں کی پستی کا سبب سمجھتا ہو، یا اس کو بندہ اور خدا کے درمیان شخصی تعلق تک محدود تصور کرتا ہو، بغیر اس کے دنیا کے دوسرے

معاملات میں اس کا کوئی عمل ونفل ہو، نیز اسی چوتھی قسم میں وہ بھی داخل ہے جس نے یہ سمجھا کہ چور کا ہاتھ کاٹنا اور شادی شدہ زنا کار کو سنگار کرنے کا خدائی قانون عصر حاضر کیلئے مناسب نہیں ہے اور ہر وہ شخص اس میں داخل ہے جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ معاملات اور تعزیزات میں اللہ کی شریعت کے، علاوہ کسی اور نظام قانون کے ذریعہ سے فیصلہ کرنا جائز ہے، اگر چہ وہ یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو کہ وہ نظام قانون شریعت سے بہتر ہے۔

اس لئے کہ درحقیقت وہ شخص اس طریقہ سے اس چیز کو عملاً جائز اور مباح ٹھہرالیتا ہے جس کی حرمت مسلمان دین میں سے ہے، مثلاً زنا، شراب نوشی، سودخوری، اور شریعت کے علاوہ کسی اور نظام کے ذریعہ سے حکومت کرنا، لہذا ایسے آدمی کے کافر ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

ہم اللہ سے پناہ چاہتے ہیں ایسی چیزوں سے جو اس کے غضب اور اس کے دردناک عذاب کا سبب بنیں۔

اور درود وسلام نازل ہو خیر الخلائق اشرف الانبیاء حضرت محمد ﷺ پر۔

https://maqsoodulhasan.net

إصدارات مشروع العلم النافع

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في محافظة الغاط
المملكة العربية السعودية. محافظة الغاط . شارع الأمير سطام آل سعود
هاتف : ٠١٦٤٤٢١٢٧٦ . تحويلة فاكس : ٦٦٦ . رقم الجوال : ٠٥٥٤٢٩٢٦١٢
الموقع الإلكتروني www.islamdawah.com البريد الإلكتروني info@islamdawah.com
للتسجيل في جوال المكتب : أرسل ١١ متبوعاً باسمك الثلاثي الى جوال : ٠٥٥٤١١٤٤٨٠

رقم الحساب العام في مصرف الراجحي SA٦٧٨٠٠٠٠٢١٤٦٠٨٠١٠٠٤٤٦٠٢
لدعم مشروع العلم النافع لطباعة الكتب SA٦٧٨٠٠٠٠٢١٤٦٠٨٠١٠٠٢٩٩٠٠

Abaker Najed printing press.
0541212202